أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ

عشرہ مبشرہؓ

○ حضرت ابوبکر صدیقؓ ○ حضرت عمر فاروقؓ ○ حضرت عثمان غنیؓ
○ حضرت علی المرتضیٰؓ ○ حضرت ابوعبیدہؓ ○ حضرت سعدؓ
○ حضرت سعیدؓ ○ حضرت عبدالرحمٰنؓ ○ حضرت طلحہؓ ○ حضرت زبیرؓ
کی سوانح حیات درج ہیں کیونکہ یہی وہ جلیل القدر صحابہؓ ہیں جن کو
حضور پُر نور ﷺ نے دُنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دی

مُصنّفہ

قاضی حبیب الرحمٰن صاحب برادر زادہ علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوریؒ

مکتبۂ مدنیہ

عَشرہ مُبشرہ

۱۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم

تالیف: قاضی حبیب الرحمٰن

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى

عشرہ بشرہ رضؓ

جس میں

○ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ○ حضرت عمر فاروق رضؓ ○ حضرت عثمان غنی رضؓ
○ حضرت علی المرتضیٰ رضؓ ○ حضرت ابوعبیدہ رضؓ ○ حضرت سعد رضؓ
○ حضرت سعید رضؓ ○ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ ○ حضرت طلحہ رضؓ ○ حضرت زبیر رضؓ
کی سوانح حیات درج ہیں کیونکہ یہی وہ جلیل القدر صحابہ رضؓ ہیں جن کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا میں ہی جنّتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

مُصنّفہ

قاضی حبیب الرحمٰن صاحب برادر زادہ علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوری رحؒ

○

مکتبۂ مدنیہ

۱۷، اُردو بازار۔ لاہور فون ۷۲۲۸۹۷۷ / ۷۲۴۲۲۶۹

نام کتاب : عشرہ مبشرہ رضؓ
تالیف : قاضی حبیب الرحمٰن صاحب
طابع : مطبع عربیہ ۔ لاہور
ناشر : مکتبہ مدنیہ ۔ لاہور
قیمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَنَحْمَدُہٗ وَنُثْنِیْ عَلَیْہِ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلٰی اَفْضَلِ الْبَشَرِ وَخَیْرِ الْاَنَامِ اِمَامِ الْاَنْبِیَآءِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدِ ِالْاَمِیْنَ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَمَّا بَعْدُ :- میرے نزدیک مسلمانوں کی پستی وذلت کی وجہ محض اپنے مذہب اور بانیٔ مذہب اور جملہ صنادید وکبائر اسلام کی تاریخ کو فراموش کر دینا ہے۔ کیونکہ جو قوم اپنی تاریخ اور اس کے بنانے والی مایہ ناز ہستیوں کو بھلا دیتی ہے۔ اس کے تمام جذبات اور امنگیں حوصلے اور ولولے سلب ہو جاتے ہیں جو فی الحقیقت ملل واقوام کی زندگی وتحرک کا سبب اور نشو ونما کا باعث ہوتے ہیں انہیں کے ساتھ ساتھ اس قوم کا نام بھی صفحۂ روزگار سے مٹتا چلا جاتا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

نام نیک رفتگاں ضائع مکن   تا بماند نام نیکت برقرار

اسی خیال سے متاثر ہو کر راقم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ افرادِ ملت کو بیدار کرنے کے لئے سلف صالحین کے حالات کو صحیح صحیح روایات سے انتخاب کروں اور اخوانِ ملّت کے سامنے قدمائے دین کے اخلاق مرضیہ اور زعمائے مِلّت کے صفات حمیدہ کا ایک قابلِ تقلید نمونہ ایک لائق اتباع اسوہ پیش کر دوں۔

اگرچہ قبل ازیں ہماری زبان کا علم ادب اس فن سے خالی نہیں ہے اور کئی ایک اچھی اچھی کتب شائع ہو کر شائقین کی طبائع کو لطف اندوز اور نکتہ آموز کر چکی ہیں تاہم ان مقدس نفوس کی سیر وسوانح کو متعدد اسلوب سے روشنی میں لانے کی ضرورت

ہے جیسا کسی صاحب نے کہا ہے ؎

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است　　　ہر بیانے را جمالے دیگر است

راقم نے اپنی اس تالیف کا نام "عشرہ بشرہ" رکھا ہے اس دربار گوہر بار میں مندرجہ ذیل اصحاب کی نشستوں کا نقشہ جمال آرا ہوگا۔

(۱) عشرہ مبشرہ (۲) نقباء (۳) نجباء (۴) ادباء (۵) شعراء (۶) خطباء
(۷) عمال ولایات (گورنران صوبہ جات) (۸) قضاۃ بلاد (۹) امرائے عساکر
(۱۰) سفرائے ممالک (۱۱) عمال صدقات (۱۲) اصحاب الخراج (۱۳) اصحاب اللواء
(۱۴) باج گزار سلاطین و رؤساء (۱۵) کاتبین (۱۶) اصحاب الوفود

تاریخ اسلام کی اساس و بنیاد کی خشتِ اوّلین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی۔ لہٰذا ہر اس صاحبِ قلم کے لیے جو اس موضوع پر کچھ خامہ فرسائی کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے ان مقدس سادات اور انہی پاک نفوس کے حالات سے آغاز کرنا چاہیئے۔

امت اسلامیہ کے قوام یہی بزرگ ہیں۔ یہی قرآن کریم کے مخاطب اوّل ہیں اور یہی وہ واجب الاحترام ہستیاں ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ شرف تربیت و تلمذ حاصل ہوا ہے۔

اشاعتِ اسلام کے داعی و مبلّغ ہونے کی اوّلیت و افضلیت بھی اسی ایک گروہ کے حصہ میں آئی نیز یہی سچی فدائیت رسالت اور راہ حق میں مخلصانہ سرفروشی اور امتحانِ الٰہی میں کامیابی کے تاج انہیں کے زیب و زینت بنتے رہے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى [1]

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں امتحان لے لیا ہے۔

[1] پارہ ۲۶ رکوع ۱۳

انہی کے متعلق ارشادِ ربانی ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [1]

مہاجرین و انصار میں سے جنہوں نے اسلام لانے میں سابقیت و اوّلیت کا شرف حاصل کیا اور وہ لوگ جنہوں نے نیکوکاری میں ان کا اتباع کیا خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش ہیں اور خدا نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

انہی کے ساتھ مالک الملک نے حکومت ارض مقدس کا وعدہ فرمایا اور پھر ابد الآباد کے لیے اوراق تاریخ کو اس کی صداقت پر شاہد موثق ٹھہرایا چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ الآیہ [2]

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے خدا کا ان کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کو ارض موعود میں اسی طرح خلافت عنایت فرمائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو خلافت بخشی تھی اور یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے لیے خدا تعالیٰ اس دین کو مضبوط کر دے گا جو اس نے اس کے لیے پسند فرمایا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

[1] پارہ ۱۱ رکوع ۲　[2] پارہ ۱۸ رکوع ۱۴

انہی کی منقبت میں ارشاد ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الآیہ[1]

اور اسی طرح ہم نے تم کو اس کی درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر خدا کی شہادت دو۔

انہی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشیر ٹھہرا کر ان کی مزیت و فضیلت میں مزید اضافہ فرما دیا اور آیت ذیل کو نازل فرمایا۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ[2]

اے نبی ان کی کمزوری کو معاف کر دو ان کے لیے ہماری بارگاہ میں استغفار طلب کرو اور انکو اپنے کام میں شریک مشورہ بھی کر لیا کرو۔

انہیں کو خطاب زریں سے اس طرح عبارت فرمایا کہ ان کی بزرگی و شرف ہیں چار چاند لگ کر نور افروز عالم بن گئے آیات ذیل اسی پر دال اور شاہد ہیں، فرمایا

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[3]

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہو۔

انہیں کے اخلاق حسنہ کے متعلق کلام ذیل نازل فرما کر ان کے جلال سطوت اور کمال فضیلت کو اس طرح روشن اور ظاہر فرما دیا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول

---

[1] پارہ ۲ رکوع ۱ [2] پارہ ۴ رکوع ۸ [3] پارہ ۴ رکوع ۳

مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ
فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ
وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ
اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ
بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا[1]

ہیں اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں (اے مخاطب) تو انکو بہت رکوع و سجود کرنے والا دیکھے گا ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے (نور کے) اگٹے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں مذکور ہیں اور انجیل میں ان کی یہ صفت مذکور ہے (کہ روز بروز) وہ ایسے ترقی کرتے جائیں گے جیسے کھیتی کہ پہلے تو اس نے زمین سے اپنی بالی نکالی پھر بڑھی اور مضبوط ہو گئی پھر وہ اپنی نالی پر سیدھی کھڑی ہو گئی (ایسی کہ) کسانوں کو خوش آنے لگے اور منکرین کے لیے غصہ میں جلن کا سبب ہو (ہاں) جو لوگ ایمان لائے اور اعمال نیک بجالائے ان کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

ہاں انہیں کے متعلق سبحانہ و تعالیٰ کا یہ ارشادِ حقانی ہے۔

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

(سابقین و غیر سابقین) سب کے ساتھ خدا کا نیک وعدہ ہے۔

انہی کی عظمتِ شان اور رفعت مکان کے صدقے میں مومن مردوں اور

---

[1] پارہ ۲۶ رکوع ۱۲

عورتوں کو بشارتِ عظیمہ کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے، فرمایا

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [1]

(اے مخاطب) تم اس دن مومنین و مومنات کو دیکھو گے کہ ان کے آگے اور دائیں طرف نور دوڑ رہا ہوگا (اور ان سے کہا جائے گا کہ) آج کے دن تم کو ایسے باغوں کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں تم کو سدا کا رہنا ہوگا یہی تو ہے جو عظیم کامیابی ہے۔

پھر فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ الاٰية [2]

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی تو وہ ہیں جو ان کے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے اجر اور نور ہوگا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ [3]

میرے صحابہ مثل آسمان کے ستاروں کے ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو ہدایت پر رہو گے۔

اور انہیں کی منقبت کو سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ عالی نے اس طرح آشکارا فرمایا ہے۔

---

[1] پارہ ۲۷ رکوع ۸ [2] پارہ ۲۷ رکوع ۸ [3] رواہ رزین کذافی المشکوٰۃ ص ۵۵۴

خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ [1]

میری امت میں نیکو ترین قوم وہ ہے جس میں میں بھیجا گیا ہوں۔

ایک اور مقام پر اس طرح فرمایا۔

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ [2]

بہترین لوگ میرے اصحاب ہیں۔

ایک اور موقع پر یہ الفاظ مبارک ارشاد فرمائے۔

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ

بہترین اقوام میری قوم کے لوگ ہیں۔

اسی روایت کے آخر الفاظ میں ان کی شان رفعت مکان کو اتنا بلند فرمادیا کہ ان کے آداب و تعظیم و احترام کو علامتِ ایمانی اور ذوقِ ایقانی قرار دیا۔ اور فرمایا۔

مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَذٰلِكُمُ الْمُؤْمِنُ [2]

جن کو ان کی نیکوکاری خوش آئے اور ان کی برائی بری معلوم ہو پس وہی تم میں سے مومن ہے۔

یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں صحیح مسلم میں بھی اسی مضمون کی یہ حدیث ہے۔

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدًا اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ [2]

میرے صحابہ کو برا مت کہو کیونکہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ (قدرت) میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے مُد بلکہ نصف مُد کے ثواب کو بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔

---

[1] مسلم شریف جلد دوم باب فضائل صحابہؓ ص ۳۰۹ [2] مسلم شریف ، ، ، ، ۳۰۹ [2] کذافی مشکوٰۃ باب فضائل صحابہ

الغرض ان اسنادید صادقین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب پر کتاب اللہ اور دواوین احادیث و سنن اور صحف اخبار و آثار یکے بعد دیگرے بصارت و بصیرت کو نور بیز کر رہی ہیں یہاں پر راقم نے چند ایک احادیث سنن ترمذی و جامع الاصول ابن اثیر بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کر دی ہیں۔ امید ہے کہ راقم سطور آئندہ کسی اشاعت میں ایک مستقل مجلد ان کے خصائص و اخلاق پر مکمل اور جامع تحریر ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر سکے گا۔

میں جانتا ہوں کہ تاریخ اسلام جیسے بحر ذخار میں غواصی کرنا ایک بے باکانہ جرأت اور علمی جسارت ہے لیکن اس کی وجہ وہ تحریک اور جذبۂ قلب ہے جس نے عظام اسلام سے بالعموم اور صحابہ کرام کے بزرگ طبقہ سے بالخصوص ایک تعلق باطنی اور نسبت روحانی سی پیدا کر دی ہے جن کے اذکار و محاسن سے رگ و پے اور دم و عظم میں ایک برقی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس سے طبیعت میں ایک جوش محبت ریز اور کیف ولولہ انگیز موجزن ہو جاتا ہے اور خون دل و خون جگر دُرد گوہر بن بن کر دامن طلب کو مالا مال کر دیتے ہیں۔

یہ اس دولت وہب کا مختصر ہدیہ ہے جو ان اوراق کے طباق میں رکھ کر استفادہ ناظرین کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ممکن ہے قوم و ملت کا کوئی فرد اس سے مستفیض اور بہرہ ور ہو اور یہ اوراق مطبوعہ اسی واسطہ سے جناب الٰہی میں شرفِ قبولیت حاصل کر سکیں اس نیت کو دل میں رکھتے ہوئے میں اپنی تالیفات معہود الذہن کا افتتاح اشہر المشاہیر کے مبارک حالات سے کرتا ہوں۔

ترتیب کتاب کا یہ اسلوب اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ جہاں بھی یہ سلسلہ منقطع ہو بجائے خود ایک کامل اور جامع تالیف معلوم اور تدوین ہذا ناتمام محسوس نہ ہو

اگر ناظرین نے میری اس ناچیز خدمت کو قابلِ قبول سمجھا اور وقتاً فوقتاً اپنے مفید مشورے ایش بہا آراء بلکہ مسامحات سے راقم کو آگاہ فرما کر شکر گزار فرمایا تو اس کی بقیہ مجلات و حصص بھی جلد جلد شائع کر سکوں گا بلکہ یہ کوشش ہو گی کہ بار دیگر مضامین کو کسی قدر جامعیت اور وسعت کے ساتھ پیش کر سکوں۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی حسن نیت کے عوض اس کی سعی کو مشکور فرمائے اور اس کی تالیف کو تحسین قبولیت سے مشرف فرمائے اور اس ناچیز کی صدقِ نیت کو توفیقِ خیر میں زیادتی و فزونی عطا فرمائے اور اس کٹھن راہ میں جامع اوراق کی نصرت و رہبری فرمائے، نیز راقم اور اس کے والدین محترمین اور اعزاء و اقارب، احباب و رفقاء اور جملہ اخوانِ ملت کو کتاب و سنت کے اتباع کی توفیق رفیق عطا فرمائے نیز صلاحیت و تقویٰ کے زیور سے آراستہ فرمائے اور ظاہراً و باطناً جمیع حالات میں ان بزرگوں کے رنگ سے اصطباغ دے۔

الٰہی آثار نگاہ **عشرہ مبشرہ** کو بقیہ حصص کی تحریر و تالیف سے قبل دیار رسول میں پہنچا دے اور دربار رسول کی حضوری نصیب فرما کر مزید نشر و اشاعت کی توفیق عطا فرما آمین یا ربّ العالمین۔

الٰہی اس کا ثواب میرے والدین مکرمین کے نامۂ اعمال میں ثبت فرما

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥

الراقم الآثم راجی شفاعت و غفران۔

قاضی ابو الفضل حبیب الرحمٰن کان اللہ لہ الیٰ یوم النیران

یکم ستمبر ۱۹۳۲ء پٹیالہ

عشرہ مبشرہ رضؓ

فضائل

جماعت صحابہ کرام میں مہاجرین وانصار جملہ صحابہ سے بالاتفاق افضل ہیں۔ پھر انصار پر مہاجرین کو اور مہاجرین پر عشرہ مبشرہ کو فضیلت خاص حاصل ہے لہذا اس کتاب کا باب افتتاحی **افضل الصحابہ** رضی اللہ عنہم کے دلآویز دشوق انگیز حالات پر متضمن کیا جاتا ہے۔ ساداتِ عشرہِ مبشرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار دُربار میں وزراء کی حیثیت رکھتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نجوم اسلام کی منقبت میں ارشاد فرمایا ہے۔

اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَطَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّۃِ وَاَبُوْ عُبَیْدَۃَ فِی الْجَنَّۃِ [1]

ابوبکر جنت میں ہیں۔ عمر جنت میں ہیں۔ عثمان جنت میں ہیں۔ علی جنت میں ہیں طلحہ جنت میں ہیں۔ زبیر جنت میں ہیں۔ عبدالرحمان بن عوف جنت میں ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ جنت میں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِھٰذَا الْاُمَّۃِ مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْھُمْ رَاضٍ

کوئی ایک شخص بھی اس امر خلافت کا ان لوگوں سے زیادہ حق دار نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقالِ مبارک تک ان سے خوش تھے۔

پھر نام لے لے کر کہا عثمانؓ وعلیؓ۔ طلحہؓ وزبیرؓ۔ سعدؓ اور عبدالرحمانؓ [1]

ملا علی قاری صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں کہ اس اثر میں ابوعبیدہؓ اور سعید بن زیدؓ کا ذکر اس لیے نہیں گیا گیا کہ ابوعبیدہؓ اس سے پیشتر ہی انتقال فرما چکے تھے اور سعید بن زید کا ذکر سیدنا فاروقؓ نے اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ ان کے بہنوئی تھے [2]

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَّاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَآءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُھُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ اَقْرَءُھُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّلِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ [3]

میری اُمّت میں سے میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکرؓ اور امر الٰہی میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ اور سچی حیا میں سب سے بڑھ کر عثمانؓ فرائض کا سب سے زیادہ واقف زید بن ثابتؓ سب سے بڑھ کر قاری ابی بن کعبؓ اور حرام وحلال کا سب سے زیادہ عالم معاذؓ بن جبل ہے۔ ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہؓ ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی عن عبدالرحمٰن ومسند ابن ماجہ عن عبدالرحمٰن بن عوف وسعید بن زید رضی اللہ عنہما۔

[1] مشکوٰۃ باب المناقب بحوالہ صحیح بخاری [2] حاشیہ مشکوٰۃ بحوالہ مرقاۃ [3] مشکوٰۃ بحوالہ مسند امام احمد ومسند ترمذی وقال الترمذی ہذا الحدیث حسن صحیح

بن جراح ہے۔

معمرؒ نے قتادہ سے مرسلاً روایت کی ہے۔

وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ [1]

اور علیؓ سب سے اچھا قاضی (جسٹس) ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے۔

ثَلٰثَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَصْبَحُ قُرَيْشٍ وُجُوْهًا وَّاَحْسَنُهَا اَخْلَاقًا وَّاَثْبَتُهَا جَنَانًا اِنْ حَدَّثُوْكَ لَمْ يَكْذِبُوْكَ وَاِنْ حَدَّثْتَهُمْ لَمْ يُكَذِّبُوْكَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ [2]

قریش کے تین شخص ایسے ہیں جو سب سے زیادہ درخشاں ہیں۔ ان کے اخلاق عمدہ اور دِل مضبوط ہیں اگر وہ تجھ سے کوئی بات کریں گے تو جھوٹ نہ کہیں گے اور اگر تو ان سے بات کرے گا تو وہ تجھے نہ جھٹلائیں گے وہ ابو بکر صدیقؓ، ابو عبیدہ بن جراح اور عثمان بن عفانؓ ہیں۔

زبیر بن بکارؒ کا قول ہے۔

سَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ خُطَبَاءُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ وَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ [3]

میں نے بعض اہلِ علم سے سُنا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سب سے بڑھ کر خطیب ابو بکر صدیقؓ اور علی المرتضیٰؓ تھے۔

حافظ سیوطی سے روایت ہے کہ

اِنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے

---

[1] حاشیہ مشکوٰۃ بحوالہ مرقاۃ [2] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ [3] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ

سُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِاسْتَخْلَفَ قَالَتْ اَبُوْبَكْرٍ قِيْلَ لَهَا ثُمَّ مِنْ بَعْدِ اَبُوْبَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِيْلَ لَهَا مِنْ بَعْدِ عُمَرُ قَالَتْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ [1]

پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بھی مقرر کرتے تو کسے کرتے کہا ابو بکرؓ کو ان سے پوچھا ان کے بعد کہا عمرؓ کو پھر ان سے پوچھا ان کے بعد کہا ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو۔

حضرت سعید ابن المسیب کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعیدؓ بن زید رضی اللہ عنہم صف قتال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور صف نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (یعنی قریب تر) رہا کرتے تھے [2]

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ

[2] اسد الغابہ ذکر سعید بن زیدؓ۔ صف نماز میں امام سے قریب تر کھڑے ہونے کا استحقاق اس شخص کو ہوتا ہے جو امام کے بعد امام بننے کی اہلیت رکھتا ہو (سیدی و مولائی قاضی محمد سلیمان صاحبؒ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اوّل الصّحابہ خلیفۃ الرسُول سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہٗ

نام ونسب

امام النسب زبیر بن بکار کا قول ہے کہ آپ کا نام عبد الکعبہ تھا اور عتیق اس لیے مشہور ہوئے تھے کہ ان کے نسب میں کوئی عیب نہ تھا۔ مسلمان ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا تھا۔ اور عتیق من النار کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کی کنیت ابوبکر تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آیت اَلَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِہٖۤ [1] نازل فرمائی تب سے آپ کا لقب صدیق ہوگیا۔

آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابی قحافہ تھی اور کنیت ہی سے مشہور تھے والدہ کا نام سلمیٰ کنیت ام الخیر ہے۔ سلمیٰ ابی قحافہ کے چچا صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔

عامر کا نسب: عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوی القریشی التیمی ہے۔

منصب

حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سردارانِ مکّہ میں شمار ہوتے تھے اور دیت وعزم کا فیصلہ آپ ہی کے سپرد تھا۔

قبول اسلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اوّل ہی روز سب سے اوّل اسلام قبول کیا۔ صحابہ وتابعین کے ایک گروہ کا یہی قول ہے کہ مردوں میں سب سے اوّل ابوبکرؓ ایمان لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوّلین نماز

[1] پارہ ۲۴ رکوع ۱

پڑھنے والوں میں ان کا اسمِ گرامی بیان کیا گیا ہے [1]

خدماتِ صدیقؓ بعد قبولیتِ اسلام

ابنِ اسحاق راوی ہیں کہ ابوبکرؓ اسلام لاتے ہی تبلیغ دین میں مصروف ہوگئے اور متعدد دوستوں کو دعوت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا لوگوں سے بہت میل ملاپ تھا۔ ان کی تبلیغ سے عثمان غنیؓ، زبیرؓ بن عوام، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، طلحہؓ بن عبیداللہ، سعدؓ بن ابی وقاص اسلام لائے [2]

(۱) بلال حبشی (۲) نہدیہ (۳) نہدیہ کی لڑکی (۴) بنی الموصل کی ایک لونڈی اور (۵) ام عبیس ان سب نے جونہی اسلام قبول کیا۔ اسی وقت سے قریش نے ان کو نوع در نوع عذاب سے ستانا شروع کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ان سب کو خرید کر فی سبیل اللہ آزاد فرمایا [3]

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے عقبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر کو لپیٹ کر گلے میں ڈال کر اور پیچ در پیچ دے کر گردن مبارک کو سختی سے بھینچنا شروع کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی اطمینانِ قلب سے تسبیح ربانی فرماتے رہے اسی اثناء میں ابوبکر صدیق آگئے۔ انہوں نے دھکا دے کر عقبہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے ہٹایا۔

اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ [4]	کیا تم ایک مرد کو اس لیے قتل کیا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور تمہارے پاس اپنے رب سے روشن دلائل بھی لیکر آیا ہے۔

[1] کتاب الاستیعاب لابن عبدالبر۔ ذکر ابوبکر صدیق [2] رحمۃ للعالمین جلد اوّل طبع دوم ص ۲۳
[3] سیرۃ ابن ہشام [4] پارہ ۲۴ رکوع ۹

چند شریر ابوبکرؓ کو لپٹ گئے اور انکو خوب مارا پیٹا[۱] ان کے سر پر لمبے لمبے بال تھے انہوں نے ان کے بالوں کو خوب نوچا کہ سرِ غیور نے حمایت نبوی میں چوٹ بھی کھائی[۲]

۱۰ سنہ نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اور ان سے تین دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے انتقال فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں سچے اور وفادار غم خواروں کی وفات سے سخت صدمہ ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسی سال ماہ شوال (۱۰ سنہ نبوت) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین قلب کے لیے حضرت عائشہؓ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منعقد کر دیا۔

اسی سال ۲۷ رجب (۱۰ سنہ نبوت) کی شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ صبح کو قریش کے بہت سے لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آکر کہنے لگے کہ تمہارا دوست کہتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس کی سیر کو گئے اور وہاں سے نماز پڑھ کر واپس بھی آگئے۔ حضرت صدیقؓ نے کہا اگر فی الواقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے تو ضرور سچ ہے[۳]

ہجرت

۲۷ صفر ۱۳ سنہ نبوت شب پنج شنبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ساتھ لے کر تاریکی شب میں مکہ سے جانب جنوب کوہِ ثور[۴] کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ سنگلاخ اور دشوار گذار تھا۔ سیدنا ابو بکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر اٹھا لیا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک نکیلے پتھروں سے زخمی نہ ہونے پائیں۔ آخر ایک غار پر پہنچ کر سیدنا ابو بکرؓ

---

[۱] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم [۲] سیرۃ ابن ہشام [۳] سیرۃ ابن ہشام ذکر معراج واسراء بروایت ابن اسحاق عن قتادہ [۴] مکہ سے جانب جنوب چار پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر ٹھہرایا اور خود اندر گئے۔ غار کو صاف کیا۔ بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر تمام روزن بند کیے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کے لیے عرض کی۔

صبح کو قریش سیدنا ابو بکرؓ کے گھر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسماءؓ بنت ابوبکرؓ باہر نکلیں۔ ابو جہل نے کہا لڑکی تیرا باپ کہاں ہے کہا مجھے کیا خبر۔ اس پر ابو جہل جھنجھلایا۔ حضرت اسماءؓ کے ایک طمانچہ ایسا کھینچ مارا کہ ان کے کان کی بالی نیچے گر گئی[۱]

اب قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور چلتے چلتے غار کے دہانہ پر آگئے سیدنا ابو بکرؓ نے آہٹ پائی تو عرض کی دشمن بالکل قریب آگیا ہے۔ اگر انہوں نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ فرمایا

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا[۲] گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے[۳]

اَللّٰهُ اَكْبَرُ! یہ کمال فضل و شرف ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس محبت میں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لے لیا تھا سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو بھی شامل فرما دیا۔

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ کا بیان ہے کہ آبا تو تمام زر نقد جو پانچ چھ ہزار روپے تھا اپنے ہمراہ لے گئے تھے ان کے چلے جانے کے بعد میرے دادا نے کہا۔ لڑکی معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر تمہیں بھوکا پیاسا چھوڑ گیا ہے اور تمہارے لیے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا وہ نابینا تھے میں نے کہا۔ دادا جان! وہ ہمارے لیے کافی روپیہ چھوڑ گئے ہیں۔ اسماء نے ایک پتھر لیا اسے کپڑے میں لپیٹ کر اس گڑھے میں رکھ دیا جس میں روپیہ رکھا رہتا تھا۔ پھر دادا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئیں کہا ہاتھ لگا کر دیکھیے سب

---

[۱] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم ص ۸۳ [۲] پارہ ۱۰ رکوع ۱۲ [۳] رحمۃ للعالمین جلد اول بیان ہجرت و سیرۃ النبی مجلد اول حصہ اول طبع اول ص ۱۹۹

روپیہ موجود ہے۔ ابی قحافہ نے ٹٹول کر کہا خیر اب ابوبکر کے چلے جانے کا زیادہ افسوس نہیں۔

اللہ اکبر! یہ قوتِ ایمانیہ بیشک صدیقِ اکبرؓ ہی کی بیٹی کی ہو سکتی ہے۔ آج بڑے بڑے مشہور مدعیان علم و فضل اور صاحبان زہد و ورع اور سخی و جواد ترین لوگ بھی ایسے وسیع الظرف اور عالی حوصلہ نہیں پائے جاتے وہ بھی آزمائش کے مقامات میں اکثر ڈگمگا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب اہلِ ایمان پر رحم فرمائے اور ہمیں صحابہ کرامؓ اور اسلاف عظام کے اسوۂ نیک پر پیروی کی توفیق خیر سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین!

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ اس غار میں تین دِن رہے۔ رات کے اندھیرے میں اسماءؓ بنت ابوبکرؓ گھر سے روٹی دے جایا کرتیں۔ عبداللہ بن ابوبکر اہلِ مکہ کی باتیں سُنا جاتے۔ عامر بن فہیرہ سیّدنا ابوبکرؓ کی بکریوں کے چرواہے تھے شب کو ریوڑ لاکر بقدرِ ضرورت دودھ دے جاتے نیز ریوڑ سے وہاں آنے والوں کے آثارِ قدم کو بھی مٹا جاتے۔

تین روز کے بعد لوگوں میں یہ چرچا دب گیا۔ چوتھی شب عبداللہ بن ابی بکر مکہ سے دو اُونٹنیاں جن کو سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے کچھ عرصہ پہلے ہجرت کے لیے تیار کر رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے حضرت اسماء بنت ابوبکر گھر سے راستہ کے لیے خوراک لائیں اسے اونٹ پر باندھ کر لٹکانے کے لیے رسّی درکار تھی رسّی تو وہاں نہ ملی حضرت اسماء نے اپنا نطاق[1] پھاڑ کر اس کے ایک حصہ سے زادِ راہ کو کجاوہ سے باندھ دیا اور دوسرے حصہ سے اپنی کمر کو باندھا اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات النطاقین سے انہیں ملقب[2] فرمایا۔

---

[1] نطاق اس کپڑے کو کہتے ہیں جو پٹکے کی مانند عرب کی عورتیں کمر سے باندھا کرتی تھیں اس کا ایک سرا گھٹنے تک اور دوسرا ذرا نیچے تک لٹکتا تھا۔ [2] سیرۃ ابنِ ہشام ذکر ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس سفر مبارک کا بیان بہ زبانِ صدیقی حسب ذیل ہے۔

"ایک اونٹنی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میں اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط (جسے رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا) سوار ہوئے اور صبح سویرے ہی شب کی تاریکی میں یہاں سے جانبِ مدینہ روانہ ہوئے۔ سارا دِن اور ساری رات سفر مسلسل جاری رہا۔ دوسرے دِن دوپہر کو جب دھوپ سخت ہو گئی تب ذرا ٹھیرے۔ میں نے نظر دوڑائی ایک چٹان دکھائی دی اس کے سایہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جگہ صاف کر کے ایک کپڑا بچھایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور میں دودھ کی تلاش میں نکلا۔ اسی اثنا میں ایک چرواہا بکریاں چراتے ہوئے نظر آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ ان بکریوں میں دودھ ہے۔ کہا ہاں ہے۔ تب میں نے اسے دودھ دوہنے کے لیے کہا اور اوّل اس کے ہاتھ صاف کرائے۔ پھر برتن کے منہ پر کپڑا باندھ کر اس کو دیا۔ وہ دودھ لے آیا تو میں نے اسے خوب ٹھنڈا کیا اور اس میں قدرے پانی ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے دودھ پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرمایا میں بہت شادماں تھا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

پھر میں نے عرض کی کہ چلنے کا وقت ہو گیا ہے پھر ہم وہاں سے سوار ہو گئے راہ میں سراقہ بن مالک ملا یہ اس وقت تک اسلام سے مشرف نہ ہوا تھا اور کفار سے ایک سو اونٹ کے انعام کا وعدہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے ارادہ سے تلاش میں چلا آرہا تھا۔ جب بہت نزدیک آ پہنچا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ مبارک سے فرمایا اے اللہ جس طرح تجھے منظور ہو اسے روک لے زمین اگرچہ بہت سخت تھی مگر سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نیچے اتر پڑا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یہ ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے۔

سے معافی کا خواستگار ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ واپس لوٹ گیا[1]

الغرض ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ۱ ہجرت بوقت سہ پہر یہ دشوار گذار سفر ختم ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے[2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سیدنا ابو ایوب انصاری کے ہاں فروکش ہوئے اور ابوبکر صدیق مقام سخ میں حبیب بن اساف اور بروایت زید بن خارجہ بن ابی زہیر کے ہاں ٹھہرے یہ ہر دو بزرگ قبیلہ بنی حرث بن خزرج سے ہیں[3]

مدینہ میں قیام فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱ ہجری میں باہمی ارتباط و نصرت کے لیے مہاجرین و انصار کے درمیان سلسلۂ مواخات عقد فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی زید بن خارجہ بن ابی زہیر انصاری بنائے گئے[4]

۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ ہجرت کو جنگ بدر کا معرکہ ہوا۔ قریش کو ہزیمت فاش ہوئی۔ اسیرانِ جنگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ سب عزیز و اقارب ہیں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رائے کو پسند فرمایا اور انہیں فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا[5]

اس غزوہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چیف آف دی جنرل سٹاف کی حیثیت سے ہمرکاب تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وزارت و

---

[1] اسد الغابہ ذکر ابوبکر صدیق رض بروایت خود [2] سیرۃ ابن ہشام ذکر ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الی المدینہ وصحبۃ ابی بکر صدیق رض [3] سیرۃ ابن ہشام ذکر ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینہ [4] رحمۃ للعالمین جلد اول ذکر مواخات [5] سیرۃ النبی طبع اول جلد اول حصہ اول۔

حفاظت کا منصب صرف انہی کو حاصل تھا[1]

سنہ ۶ ہجری میں سریہ ام فرقہ اور سریہ بن کلاب پیش آئے۔ ان کی امارت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفویض کی گئی[2]

رمضان سنہ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابی قحافہ اسی روز مسلمان ہوئے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں یہاں کیوں لے آئے میں خود وہاں پہنچ جاتا[3]

فتح مکہ کے بعد ہی شوال میں جنگ حنین واقع ہوئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھرانے میں سے عبداللہ بن ابوبکر زخمی ہو کر چند روز بعد ہی انتقال کر گئے۔

رجب سنہ ۹ ہجری میں جیش عسرت یا جنگ تبوک وقوع میں آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے عام چندہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا تمام مال و اسباب لا کر پیش کر دیا جو بظاہر بہت کم قیمت تھا۔ اس جنگ میں قیصر روم جیسے زبردست بادشاہ سے مقابلہ تھا۔ لشکرِ اسلام کا اجتماع بھی کبھی اتنا نہ ہوا تھا۔ عہد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ سب سے آخری اور سب سے بڑا غزوہ تھا۔ اس میں عَلَم سپہ سالاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو سپرد فرمایا۔ اسی سال فرضیت حج کا حکم نازل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج منتخب فرمایا اور تین سو صحابہ رض بھی آپ کی معیت میں بھیجے گئے۔ سنہ ۱۰ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا۔[4]

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی [2] رحمۃ للعالمین جلد دوم ص ۲۵۸ [3] سیرۃ ابن ہشام ذکر فتح مکہ [4] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم ص ۲۷۱

سلہ ہجری میں بروز دوشنبہ ۲۹ صفر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں صاحبِ فراش ہوئے۔ گیارہ دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس نماز پڑھائی۔ گیارھویں دن ضعف اتنا ترقی کر گیا کہ عشاء کے وقت وضو فرمانے کی کوشش میں تین مرتبہ بیہوش ہوئے۔ آخر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ صحابہؓ کی امامت کریں اور ان کو نماز پڑھائیں۔

آخری دن انتقال مبارک کے دن صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ادا فرمائی [1]

چاشت کے وقت روح انور جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔ اس حادثہ عظیم سے صحابہ کرامؓ پر ایک عالم سراسیمگی چھا گیا۔ بعض صحابہ کو جس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کا یقین ہی نہ آتا تھا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ خبر سنتے ہی تشریف لائے اور حجرہ مبارک میں گئے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان یہی ایک موت آپ پر لکھی ہوئی تھی جو وارد ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نازل نہ فرمائے گا

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر کپڑا ڈال دیا اور آکر لوگوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اعلان کیا اور فرمایا۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ

جو کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو انتقال کر گئے اور جو کوئی تم میں سے خدا کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا ہمیشہ زندہ ہے اور وہ کبھی نہ مرے گا۔

[1] رحمۃ للعالمین جلد اوّل طبع دوم ص ۲۷۱

پھر فرمایا۔

قَالَ اللّٰہ تعالیٰ [1] وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں۔ کیا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وفات پائی یا شہید ہو گئے تو تم لوگ اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور اگر کوئی پھر بھی جائے تو وہ خدا کے کیا ضرر پہنچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو جزا عطا فرمائے گا۔

ابھی وصال نبوی کی مصلحت فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ وَّلَا يَمُوْتُ کے معانی معرفت خیز صحابہ پر منکشف ہو کر باعث سکون ہوئی تھی کہ اور مسئلہ نے اضطراب وہیجان کا تموج پیدا کر دیا یعنی اسی روز سقیفہ بنی ساعدہ میں ۲ انصار نے جمع ہو کر چاہا کہ مسئلہ خلافت کو طے کر لیں یہ خبر سن کر ابو بکر صدیق و عمر فاروق و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم نہایت مضطربانہ حالت میں وہاں پہنچے۔ یہاں بھی ثبات وروحانیت صدیق رضی اللہ عنہ نے کام دیا۔ انہوں نے امت کو اختلاف کی خلیج سے نکال کر ایک کنارے آلگایا حاضرین نے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ دوسرے دن بیعت عام ہوئی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ لوگو! میں تم پر حاکم و والی بنایا گیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں نیکی کروں تو

[1] پارہ ۴ رکوع ۶ [2] سیرۃ ابنِ ہشام و رحمۃ للعالمین جلد اوّل ذکر واقعات ۱۱ ہجری۔

تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے درست کر دو۔ حق گوئی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں سے کمزور میرے نزدیک قوی ہے اور قوی اس وقت تک کمزور ہے جب تک وہ لوگوں کا غصب شدہ حق ادا نہ کرے۔

لوگو! جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ ترک کیا۔ خدا اس قوم کو ذلیل کر دیتا ہے اور جس قوم میں علانیہ فواحش کا رواج ہوا خدا ان پر طرح طرح کے عذاب نازل فرماتا ہے [1]۔ لوگو! جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تو تم میری اطاعت کرو جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں اس وقت تم پر میری اطاعت واجب نہیں ہے جاؤ نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے [2]

---

[1] ناظرین اگر مسلمان خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہوتے تو آج یہ روزِ بد نصیب نہ ہوتا کہ جملہ اقوامِ عالم میں مسلمان ہی سب سے زیادہ عزبت و افلاس، نکبت و ادبار، رذالت و سفاہت کے شکار ہیں۔ علوم و فنون حکمت و ثروت۔ اعتبار و عزت وقار اور عظمت حمیت قومی و عزت شخصی سب کچھ کھو بیٹھے ہیں اور اخروی فضائل و خصائص اور دینوی مکارم و شمائل سے محروم۔ کاش! مسلمان اب بھی حجاب جہالت و غفلت کو ہٹا کر چشم بصیرت کو وا کریں اور فواحش سے محترز ہو کر میدانِ عمل میں گامزن ہوں تو نوع در نوع عذاب و عقاب الٰہی سے نجات پائیں اور دنیا میں جمیع نعیم ربانی کے وارث اور عقبیٰ میں مفلحون اور فائزون العظیم کے درجات تک بلند ہوں۔

اے خدائے قادر تو غفور الودود ہے اور تواب رحیم بھی ہے۔ ہم تیرے خطا کار ہیں اور گنہ گار ہیں۔ مگر تیری مغفرت کے طلب گار اور تیری عقوبت سے ترساں اور تیری عفو و رحمت کے جویاں ہیں۔ تیری ستاری کے آرزو مند تیری جباری کے مستمند ہیں۔ تو ہماری خطاؤں سے اجڑے ہوئے کھیت کو اپنی بارانِ رحمت سے سیراب و شاداب فرما۔

الٰہ العالمین تو قادر و کریم ہے۔ ہمارے ذنوب و عیوب پر پردہ داری فرما (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بیعت کے بعد سب سے پہلا کام خلیفۃ الرسول کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا پیدا ہوا۔ ایک ایک صحابی کی خواہش تھی کہ وہ ان آخری ساعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کرے مگر یہ رشک اور شوق طبعاً اختلاف و نزاع کے اسباب بن سکتے تھے۔ لیکن چونکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہو چکا تھا۔ ان کی دانشمندی و فرزانگی نے اس عقدہ کو حل فرمایا اور ارشاد کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی خدمت اہل بیت انجام دیں۔ اور یہ حکم دے کر کافۃ الناس کی تسکین فرما دی۔

غسل کے بعد تدفین کا سوال در پیش تھا۔ جائے تدفین میں بھی صحابہ مختلف الرائے تھے یہاں بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف کو مٹایا۔ فرمایا:

مَا مِنْ نَبِیٍّ یُقْبَضُ اِلَّا دُفِنَ	نبی جس جگہ انتقال کرتے ہیں وہیں
تَحْتَ مَضْجَعِهِ الَّذِیْ مَاتَ	دفن ہوتے ہیں۔
فِیْهِ	

چنانچہ بستر مبارک اٹھا کر وہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کی گئی [1]

اللہ اکبر! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد امامت و امارت کے لئے کس جامعیت کے ساتھ تیار کیا تھا یہی وجہ ہے کہ ایسی ایسی نازک مہمات کو اس خوبی و آسانی سے سلجھا دیتے تھے اور سینکڑوں اور ہزاروں اختلافات کو بہت مختصر الفاظ میں رفع فرما دیتے تھے۔

بقیہ صفحہ گزشتہ :- اور ہمیں ذلت و رسوائی سے بچا۔ الٰہی ہم تیرے بندے اور تیری توفیق کے بھکاری ہیں تو ہماری زبان کو صدق و سچائی اور اعلانِ حق کو ہی توفیق عطا فرما۔ ہمارے دلوں کو ہمارے اقوال کی تصدیق عطا فرما۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

[2] سیرۃ ابن ہشام و سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

[1] سیرۃ ابنِ ہشام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرماتے ہی مسلمانوں پر ہر چہار طرف سے مصائب کی گھٹائیں چھا گئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے متعلق اختلاف ہوا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرَثُ   ہم گروہ انبیاءؑ کا کوئی وارث نہیں
مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ   ہوتا۔ جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے

جملہ صحابہ نے اسے تسلیم کر لیا اور یہ اختلاف بھی مٹ گیا اس کے بعد بیرونی مصائب کا سامنا ہوا۔

۱۔ یہود و نصاریٰ نے سرکشی کی اور خود مختاری کا تہیہ کر لیا۔
۲۔ اعراب بادیہ نشین و نو آموز اشخاص نے ارتداد کا اعلان کیا۔
۳۔ ایسا گروہ اٹھا جو زکوٰۃ کا منکر ہوا۔
۴۔ عرب کے بعض ذہین دماغوں نے نبوت کو بادشاہی کا ایک مقدس پردہ باور کیا۔ اور تین کذابوں نے دعویٰ نبوت کا علَم بلند کیا۔

ان سب فتنوں اور ریشہ دوانیوں کے پس پردہ عربوں کی وہ خود پسندی پنہاں تھی جو عرب میں صدیوں تک کسی نظامِ حکومت کے نہ ہونے سے دماغوں میں گھر کر چکی تھی۔

ادھر ان سب شورشوں کو فرو کرنا تھا اور اُدھر لشکرِ اسامہ کو روانہ کرنا تھا۔ اس لشکر کو ملک شام میں قیصر کے مقابلہ کے لئے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیار فرما چکے تھے اور اس کا کوچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی خبر سن کر ملتوی کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری سمجھا کہ اس لشکر کو فوراً روانہ کر دیا جائے چنانچہ مجاہدین کا یہ عسکرِ نور پیکر روانہ ہو گیا۔

مرتدین اور مدعیانِ نبوت نے صحابہ کو بہت گھبرا رکھا تھا اور حوالیٔ مدینہ

کا ارتداد زیادہ اندیشہ ناک تھا۔ بنابریں بعض اکابر نے یہ مشورہ دیا کہ ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کو فرو کرنا چاہیئے جو خود ہستی اسلام کے منکر ہو چکے ہیں اور منکرین زکوٰۃ سے جنگ نہ کی جائے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک لوگ لا الٰہ الا اللہ کہیں اس وقت تک ان سے قتال نہ کیا جائے اور کلمہ پڑھ لینے کے بعد ان کی جان و مال محفوظ ہو جاتے ہیں دریں صورت آپ کیونکر ان پر اسلحہ اٹھا سکتے ہیں آخر وہ اس حفاظت سے مامون ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اتفاق کیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ واللہ جو کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ادا کرتے تھے اگر اس میں سے اس رسی کے برابر بھی روک لیں گے جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے تو میں اس کے لیے بھی ان سے قتال کروں گا۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا منشا یہ تھا کہ مانعینِ زکوٰۃ قصرِ اسلام کے اس رکن کو توڑنا چاہتے ہیں جس شکستگی سے تمام عمارت ہی منہدم ہو جائے گی اور حارجین کی مدافعت ناممکن ہو جائے گی سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے میں اُن سے ضرور لڑوں گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَام کی استثنا فرما دی ہے اور زکوٰۃ تو اسلام کا حق ہے۔ اور پھر یہ فرما کر گھر میں چلے گئے کہ آج ابوبکر راہِ خدا میں اکیلا لڑے گا اس کے بعد سج دھج کر اونٹ پر سوار ہو کر تن تنہا جہاد کے لیے نکل گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے گئے اور انہیں یہ کہہ کر واپس لائے کہ تلوار میان میں کیجیئے اور واپس چلیئے اگر خلیفہ پر کوئی آفت آئی تو اسلام کا نظام کبھی بھی قائم نہ رہ سکے گا۔ غرض سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے۔ تمام اطراف میں لشکرِ اسلام روانہ کیے گئے اور خلافت صدیقی کی برکات ظہور میں آئیں کہ:

۱۔ لشکرِ اُسامہ ملک شام کو روانہ کیا گیا جو افواجِ قیصر کو پسپا کر کے ظفریاب ہوا اور صحیح و سالم بہت سا مالِ غنیمت لے کر واپس آیا۔

۲۔ لشکرِ اُسامہ کی روانگی کے بعد سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود مہاجرین و انصار کو لے کر مرتدین سے قتال کے لیے خروج کیا اور انکو نجد کے قریب شکست دی۔ اس کے بعد صحابہ کے مشورے سے خود تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لے آئے اور جمادی الاخریٰ ۱۱ھ ہجری میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر بنا کر مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے قتال کے لیے روانہ فرمایا اور ان الفاظ میں نصیحت فرمائی جب تک لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کریں، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا روزہ رکھنا منظور نہ کریں برابر لڑتے چلے جانا۔ ایسا نہ کرنا کہ ایک ہی بات کے تسلیم ہو جانے پر سُست پڑ جاؤ۔ ان سے ایک رکن کے ترک پر بھی ایسے جنگ کرنا جیسا کہ ارکانِ خمسہ کے ترک پر جنگ کی جاتی ہے چنانچہ سیّدنا خالدؓ بنی اسد و غطفان کے قبائل سے لڑے۔ دشمن کی کثیر تعداد قتل ہوئی اور کثیر اسیران کے سوا جو باقی رہے۔ دوبارہ مسلمان ہوئے ان فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور بڑے بڑے لشکروں کا رعب ان کے دلوں سے بالکل اُٹھ گیا اور آئندہ کے لیے فتوحات کا راستہ صاف ہو گیا۔

۳۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سجاح و طلیحہ اور مسیلمہ اور جملہ اعدائے اسلام کے مقابلہ کے لیے اندرون عرب و شام میں متعدد لشکر تیار کر کے روانہ فرمائے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مدعیانِ نبوت کاذبہ کو بھی اس بدگمانی کی سزا دی جو ان تینوں مفتریوں کو اپنے متعلق ہو گئی تھی۔ مسیلمہ تلوار کے گھاٹ اترا۔ سجاح بھاگ نکلی۔ طلیحہ، بنی برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آیا۔

۴۔ اندرونِ ملک کی بغاوتوں کو فرو کیا اور سلسلہ فتوحات بیرونی شروع ہوا۔ شام کا ایک حصہ قلمرو خلافت میں داخل ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ فتح شام اور جملہ فتوحات کی

داغ بیل صدیقی حزم و تدبیر نے ڈالی۔

قرآن شریف کا جمع کرنا

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زرّیں کارناموں سے ایک یہ بھی ہے کہ جنگ یمامہ کے بعد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے انہوں نے سیّدنا زیدؓ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور فرمایا کہ قرآن مجید کی تمام سورتوں کو جمع کر دیا جائے انہوں نے بکمالِ خوبی یہ خدمت انجام دی اور اس وقت سے قرآن شریف کو مصحف کے نام موسوم کیا گیا[1]

سیّدنا صدیق اکبرؓ کی آخری گھڑیاں

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ ہجری بروز دوشنبہ کو مابین مغرب و عشاء اس دارِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف انتقال فرمایا اور شب انتقال ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں آپ کو دفن کیا گیا۔

انتقال سے پیشتر فرمایا:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنا اور اسی چادر میں جو اس وقت پہنے ہوئے ہوں مجھے کفن دینا۔ کیونکہ زندہ کو مردہ کی نسبت نئے کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسماء[2] بنت عمیس مجھے غسل دیں اور عبدالرحمٰن[3] ان کی مدد کریں۔

پھر اپنے مال میں سے پانچواں حصہ فی سبیل اللہ خیرات کرنے کی وصیت فرمائی

اور فرمایا:

اٰخذَ مِنْ مَالِیْ مَا اَخَذَ اللہ مِنْ فَیْءِ الْمُسْلِمِیْنَ	جتنا حصہ مال فے میں اللہ تعالیٰ منظور فرماتا ہے میں اتنا ہی حصہ اس کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ [2] زوجہ صدیق رضؓ [3] پسر صدیق رضؓ

پھر دریافت فرمایا دیکھو ابتدائے خلافت سے اس وقت تک میں نے کس قدر مال لیا ہے اس تمام رقم کو میری طرف سے ادا کر دو۔

انتقال سے پیشتر دریافت فرمایا کہ آج کون سا دن ہے عرض کی دوشنبہ۔ فرمایا اگر میں اسی رات مرجاؤں تو کل کا انتظار نہ کرنا۔ کیونکہ مجھے وہ ساعت بہت محبوب ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب کرے۔

ایام مرض میں کسی نے بغرض علاج حکیم کو بلانے کے لیے عرض کی فرمایا حکیم نے مجھے دیکھ لیا ہے عرض کی گئی پھر حکیم نے کیا کہا۔ فرمایا اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ ہم جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں [۱]

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات پر صحابہؓ کی تقریریں

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تقریر

آپ کے انتقال پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"پیارے باپ! خدا آپ کے چہرہ کو نورانی کرے اور آپ کی کوششوں کو نیک پھل لائے۔ آپ نے اپنے اٹھ جانے سے دنیا کو ذلیل اور عقبیٰ کو عزیز کر دیا۔ اگرچہ آپ کی مصیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سب سے بڑی مصیبت ہے اور آپ کی موت تمام حوادث سے بڑھ کر حادثہ ہے لیکن کتاب اللہ صبر پر نیک اجر کا وعدہ دلاتی ہے۔ لہٰذا میں آپ پر صبر کر کے وعدۂ الٰہی کے ایفا کو پسند کرتی اور آپ کے لیے طلب مغفرت کرتی ہوں۔ خدا آپکو اس رخصت کرنے والی کا سلام پہنچائے جس نے آپ کی زندگی سے نفرت کی نہ آپ کے حق میں قضائے الٰہی کو بُرا جانا۔"

[۱] اشہر المشاہیر الاسلام الجزء الاول من الاول ص ۱۳۰ ۔ یہاں حضرت عائشہؓ خود ہی مراد ہیں

تقریر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے بعد قوم کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ آپ کے گرد راہ تک پہنچنا مشکل ہے پھر میں آپ تک کیونکر مل سکتا ہوں۔

تقریر سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا بَكْرٍ كُنْتَ وَاللّٰهِ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا وَّاَخْلَصَهُمْ اِيْمَانًا وَّاَشَدَّهُمْ يَقِيْنًا وَّاَعْظَمَهُمْ غِنًى وَّاَحْفَظَهُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحْدَبَهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَاَحْمَاهُمْ عَنْ اَهْلِهٖ وَاَنْسَبَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ خُلُقًا وَّفَضْلًا وَّهَدْيًا وَّسَمْتًا فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَنِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا۔ صَدَّقْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ كَذَّبَهُ النَّاسُ وَاٰتَيْتَهُ حِيْنَ بَخِلُوْا وَكُنْتَ مَعَهُ حِيْنَ قَعَدُوْا وَسَمَّاكَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ صِدِّيْقًا فَقَالَ وَالَّذِيْ

اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) خدا آپ پر رحم فرمائے بخدا آپ تمام امت میں سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ ایمان کو اپنا خلق بنایا سب سے بڑھ کر کامل الیقین سب سے زیادہ غنی تھے سب سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والے اور سب سے بڑھ کر اسلام کی خدمت گذار اور سب سے بڑھ کر اسلام کے دوستدار تھے اور خلق و فضل و سیرت و صحبت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو سب سے زیادہ نسبت حاصل تھی خدا آپکو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے آپ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب

جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ يُرِيْدُ
مُحَمَّدًا وَيُرِيْدُكَ كُنْتَ وَاللّٰهِ
لِلْاِسْلَامِ حِصْنًا وَّلِلْكَافِرِيْنَ
نَاكِبًا لَمْ تَضْلِلْ حُجَّتُكَ وَلَمْ
تَضْعُفْ بَصِيْرَتُكَ وَلَمْ تَجْبُنْ
نَفْسُكَ كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ
الْعَوَاصِفُ وَلَا يُزِيْلُهُ الْقَوَاصِفُ
كُنْتَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا فِيْ
بَدَنِكَ قَوِيًّا فِيْ دِيْنِكَ مُتَوَاضِعًا
فِيْ نَفْسِكَ عَظِيْمًا عِنْدَ اللّٰهِ جَلِيْلًا
فِي الْاَرْضِ كَبِيْرًا عِنْدَ الْمُؤْمِنِيْنَ
لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ عِنْدَكَ مَطْمَعٌ
وَّلَا هَوًى فَالضَّعِيْفُ عِنْدَكَ
قَوِيٌّ وَالْقَوِيُّ عِنْدَكَ ضَعِيْفٌ
حَتّٰى تَاْخُذَ الْحَقَّ مِنَ الْقَوِيِّ وَ
تَاْخُذَهٗ لِلضَّعِيْفِ فَلَا حَرَمَنَا
اللّٰهُ اَجْرَكَ وَلَا اَضَلَّنَا بَعْدَكَ[2]

کی اور اس وقت غم خواری کی جب اوروں نے بخل کیا جب لوگ نصرت وحمایت سے رُکے رہے آپ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ آپکو خدا نے اپنی کتاب میں صدیق فرمایا اور آپ کی شان میں وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ فرمایا ہے اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ہیں۔ بخدا آپ اسلام کا قلعہ تھے اور کفار کو ذلیل کر دینے والے تھے نہ آپ کی حجت میں غلطی ہوئی اور نہ آپ کی بصیرت میں ضعف آیا۔ جبن آپ کو کبھی چھو بھی نہیں گیا۔ آپ پہاڑ کی مثل مضبوط تھے جسے نہ تند ہوائیں ہلا سکتی ہیں اور نہ اکھاڑنے والے اکھاڑ سکتے ہیں۔ آپ ایسے ہی تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی ضعیف البدن، قوی الایمان، منکسر المزاج اللہ کے ہاں آپ عالی مرتبت تھے۔ زمین پر بزرگ اور مومنوں میں

---

[1] ترجمہ یہ ہے: اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے تصدیق کی۔ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۱۲ منہ

[2] اشہر المشاہیر الاسلام الجزء الاول من مجلد الاول ص ۱۳۸

افضل تھے۔ آپ کے سامنے کوئی بے جا طمع اور ناجائز خواہش نہ کر سکتا تھا۔ آپ کے نزدیک کمزور قوی اور قوی کمزور تھا۔ یہاں تک کہ طاقتور سے لیکر ضعیف کو اس کا حق دلا دیا جائے خدا ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے بعد ہم کو گمراہ نہ کرے۔

خُلقِ صدّیقی

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اخلاق حمیدہ وصفات ستودہ کی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے اہل بصیرت ومعرفت کے لیے تو سیدنا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بلیغ اور جامع تقریر ہی مشعل کا کام دے سکتی ہے۔ تاہم سطور ذیل میں ہم ناظرین کے استفادہ کے لیے خصائص صدیقی کا اجمالی بیان بھی پیش کرتے ہیں۔

اتباعِ سُنّت

عمرو بن العاص اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے ایک رومی سردار کا سر کاٹ کر جناب صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا آپ نے منع کر دیا اور فرمایا آئندہ ایسا نہ کیا جائے انہوں نے جواب میں یہ عذر پیش کیا کہ وہ بھی تو مسلمانوں کے سر اپنے امراء کے پاس بھیجتے ہیں۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا کہ جب ہمارے پاس خدا اور رسول کا حکم موجود ہے تو روم وفارس کی تقلید کیوں کی جائے

مُحبّت خدا و رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت خدا ورسول کی کیفیت خود ان کے قول وعمل سے دیکھنی چاہیئے۔ فرماتے ہیں دنیا کی چیزوں میں سے مجھے تین چیزیں پیاری ہیں۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھنا۔
۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال صرف کرنا۔

۳۔ میری لڑکی کا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہونا۔[1]

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خدا ابوبکر پہ رحم کرے۔ انہوں نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی مجھے دارالہجرت تک پہنچایا اور بلال کو آزاد کیا۔

نماز نماز میں جھک جاتے تو خشک لکڑی کی طرح ہلنے میں نہ آتے۔ سالم بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ آؤ سحر تک اقامت کریں اور نماز ہی میں شب گزار دیں۔ نیز فرمایا کرتے سحر تک میرا دروازہ بند کر دو۔

روزہ:۔ نفلی روزے ہمیشہ گرمیوں میں رکھا کرتے۔

فصاحت:۔ سب سے بڑھ کر فصیح اور خوش کلام تھے۔

تواضع مدینہ میں ایک بڑھیا تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی خبرگیری کیا کرتے تھے۔ اس کا کام کاج کر آتے۔ پانی بھر آتے پھر ایسا ہونے لگا ان کے آنے سے پہلے ہی یہ سب کام ہوئے ہوتے۔ کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ ایک روز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تاک میں چھپ گئے دیکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا خدا کی قسم وہ آپ ہی تھے۔

انیسہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین برس ہم لوگوں کے پاس رہے دو برس قبل خلافت اور ایک برس زمانہ خلافت میں۔ قبیلہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں ان کے پاس لے جاتیں تھیں وہ ان کو دودھ دوھ دیتے تھے۔

ماتم میں عذر خواہی جب کہیں عزا میں جاتے تو فرمایا کرتے صبر میں کوئی مصیبت نہیں۔ رونے دھونے کا کچھ فائدہ نہیں۔ موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے۔ موت اس سے آسان تر ہے اور جو کچھ گزر چکا اس سے شدید تر۔

---

[1] المنبہات۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال مبارک کو یاد کرو گے تو تم کو اپنی مصیبت کم معلوم ہوگی اور خدا کا اجر تمہارے لیے بڑھ جائے گا۔

جود و سخا ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ دینے کا حکم دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ان دنوں مال بھی تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آج ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ جاؤں گا۔ چنانچہ میں اپنا نصف مال لے آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا اسی قدر۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا کُل مال لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گھر میں کتنا چھوڑا؟ عرض کی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے

آن کس کہ ترا بخواست جاں راچہ کند · فرزند و عیال و خانماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی · دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا واللہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی نہ بڑھ سکوں گا۔

شجاعت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بار لوگوں سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک شجاع ترین کون شخص ہے کہا آپ۔ فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا رہا ہوں یہ کوئی شجاعت نہیں تم شجاع ترین کا نام لو سب نے عرض کی ہمیں نہیں معلوم۔ فرمایا شجاع ترین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عریش بنا دیا گیا تھا۔ سوال پیدا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار کی روک کے لیے کون رہے گا۔ خدا کی قسم ہم میں سے کسی کو جرأت نہیں ہوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہوتے جس کسی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

پر حملہ کیا انہوں نے اس کی مدافعت کی۔

ایک بار مشرکین مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر گھسیٹا اور کہنے لگے تم ہی ہو جو ایک خدا بتاتے ہو واللہ کسی کو ان کے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور مار مار کر کافرین کو ہٹانے لگے اور زبان سے یہ کہہ رہے تھے افسوس تم ایسے شخص کو قتل کیا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے۔ اس تقریر کے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

ایمان

پھر فرمایا۔ آلِ فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ جب کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا جواب نہیں دیتے۔ واللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت اس کی ہزار ساعت سے بہتر ہے وہ تو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا تھا[1]

زہد و ورع

امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات سے پیشتر فرمایا یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ پیالہ جس میں ہم کھاتے تھے اور یہ چادر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا میں نے یہ اشیاء بحیثیت خلیفہ کے بیت المال سے لی تھیں جب یہ چیزیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو فرمایا۔ خدا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم کرے میرے لیے خلافت کا کام کتنا مشکل بنا گئے۔

ابن سیرین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور نسبت نہیں سنا کہ مشتبہ کھانا کھا کر قے کر دی ہو۔

فہم قرآن

امام اشعریؒ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو ان میں قرآن کا زیادہ عالم ہو۔ اس

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد کے تحت میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ انصار و مہاجرین کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے کھڑا کیا تو ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ تمام صحابہ رضؓ میں سب سے بڑھ کر عالم قرآن تھے۔

علم حدیث

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک، زید بن ثابت، براء بن عازب، ابوہریرہ، عقبہ بن حارث، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، زید بن ارقم، عبداللہ بن مغفل، عقبہ بن عامر جہنی، عمران بن حصین، ابو برزہ اسلمی، ابوسعید الخدری، ابو موسیٰ اشعری، ابو طفیل لیثی، جابر بن عبداللہ، عائشہ صدیقہ، اسماء ذات النطاقین، عبداللہ بن عمرو بن عاص، جنابجی، مرہ بن شراحیل الطیب، قیس بن ابی حازم، سوید بن غفلہ وغیرہم صحابہ و تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔

علم تعبیر

امام محمد بن سیرین علم تعبیر الرؤیا کے امام تسلیم کیے گئے ہیں ان ہی کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے تعبیر بیان کیا کروں۔

علم الانساب

سیدنا جبیر بن مطعم اپنے عہد میں عرب کے بڑے نساب شمار کیے جاتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے علم الانساب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا ہے۔ جو عرب کے سب سے بڑھ کر عالم الانساب تھے[1]

خلق صدیقی پر سیدہ عائشہ رضؓ کی تقریر

ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا تھا۔

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

اِبِیْ مَا اَبِیْہِ لَا تَعْطُوْہُ الْاَیْدِیْ
ذَاکَ وَاللہِ حِصْنٌ وَظِلٌّ مَدِیْدٌ
اَنْجَحَ اِذَا اَکْدَیْتُمْ سَبَقَ اِذَا
وَنَیْتُمْ سَبَقَ الْجَوَادَ اِذَا اسْتَوْلٰی
عَلَی الْاَمَدِ فَتٰی قُرَیْشٍ نَاشِئًا
وَکَھْفًا وَّ کَھْلًا یُرِیْشُ مُمْلِقَھَا
وَیُفَکُّ صدعھا وَیُلِمُّ شعثھا
حتی حلیتہ قلوبھا واستشری
فی دینہ نما برحت شکیمتہ
فی ذات اللہ عزوجل حتی اتخذ
بفنائہ مسجدًا یحیی بہ وامات
المبطلون وکان رحمۃ اللہ
علیہ عزیز الدمعہ وہد
فنجی النَّشِیْجُ فالصقت علیہ
ونسوان مکۃ والدانھا یسخرون
منہ ویستھزءون بہ واللہ
یستھزئ بھم ویمدھم
فی طغیانھم یعمھون واکبرت
ذلک رجالات قریش فحنت
لہ قیھا وفرقت الیہ سھامھا
فامتثلوہ ولا تصفوالدقناۃ

واللہ میرے والد کو کوئی بلند سے بلند ہاتھ نہیں چھو سکتا وہ مضبوط قلعہ اور دراز سایہ تھے۔ انہوں نے تمہاری حاجت روائی کی جب تم محتاج ہوئے وہ آگے بڑھے جب تم سست ہوئے ایسے جیسا کہ عمدہ گھوڑا جیت کے نشان پر پہنچنے کے لیئے سب کے آگے نکل جاتا ہے وہ بچپن و جوانی اور پیرانہ سالی میں قریش کے نامور مرد تھے محتاجوں کی دستگیری کرتے، اسیروں کو رہائی دلاتے ان کی شکستگی کو جوڑتے ان کی پراگندگی کو جمعیت سے بدل دیتے۔ حتیٰ کہ عزیز القلوب ہو گئے تھے۔ لوگوں نے ان کے دین کی طرف گردنیں بلند کیں ہمیشہ خدا سے مشغول رہے یہاں تک کہ گھر میں مسجد بنائی تھی، باطل پرستوں نے جن امور (یعنی توحید) کو مٹا دیا تھا انہوں نے ان کو زندہ اور قائم کیا وہ خوف سے آٹھ آٹھ آنسو روتے تھے اور ان کی پسلیاں پھڑکتی رہتی تھیں۔ وہ سینہ میں دردمند دِل رکھتے تھے مکہ کی

ومر علی سیسائہ حتی اذا ضرب
وادامت اوتادہ ودخل الناس
فیہ
واشتا ما اختار اللہ لرسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم ما عندہ فلما
قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ضرب الشیطان رواقہ
وشد طنبہ ونصب .. بابلہ
واجلب بخیلہ ورجلہ وَاَلْقٰی
اَبْرَکَہٗ وَاضْطَرَبَ حَبْلُ الدِّیْنِ
وَالْاِسْلَامِ وَمَرَجَ عَھْدُہٗ وَ
مَاجَ اَھْلُہٗ وَعَادَ مَبْرَمُہٗ
اَنْعَاثًا وَّبَغَی الْعَوَائِلُ وَظَنَّ
رِجَالٌ اَنْ قَالَ اَکْثَبَتْ اَطْمَاعُھُمْ
نُھْزَھَا وَلَاحِیْنَ الَّذِیْنَ یُرْجَوْنَ
وَاَنَا وَالصِّدِّیْقُ بَیْنَ اَظْھُرِھِمْ
فَقَامَ اِسْرًا مُسْتَمِرًّا قَدْ
دَتَعَ حَاشِیَۃً وَقَطَرَ بِہٖ فَرْدٌ
نَشَرَ الدِّیْنَ عَلٰی غِرَّۃٍ وَلَمَّا
شَحَتَّہٗ بَطِیَّتُہٗ واقام اودہ بثقافہ
فابذ عن النفاق بوطاتہ

عورتیں اور بچے ان پر تالیاں بجاتے ان کا تمسخر اڑاتے لیکن فی الحقیقت خدا خود ان مستہزئین سے استہزا کر رہا تھا اور ان کو اندھوں کی طرح ٹھوکریں کھانے کے لیئے چھوڑ دیا تھا۔ میرے والد کا ایمان قریش پر سخت ناگوار تھا۔ قریش نے ان کی طرف کمانیں جھکا دیں اور تیر تولے اور ان کو نشانہ بنایا پھر بھی ان کو جھکا نہ سکے وہ اپنی روش پر قائم رہے حتیٰ کہ دین کا نشان گڑ گیا اور خوب جڑ پکڑ گیا جبکہ ہر قبیلہ اور فرقہ کے لوگ اس میں اِدھر سے اُدھر آکر فوج در فوج داخل ہونے لگے تھے۔ خدا نے بھی اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیئے اسی کا مال پسند فرمایا اور منتخب فرمایا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو شیطان نے لوگوں کے دِلوں پر تنبو تان لیئے اور طنابیں مضبوط کر لیں اور اپنے لشکر لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا دین اور جمعیت اسلام میں اضطراب پیدا ہوا اور بنی

وَانْتَاشَ الدِّيْنَ فَنَعَشَهُ فَلَمَّا
اَرَاحَ الْحَقَّ عَلٰى اَهْلِهٖ وَاَقَرَّ
الرُّؤُسَ عَلٰى كَوَاهِلِهَا وَحَقَنَ
الدِّمَاءَ فِيْ اُهُبِهَا وَحَضَرَتْهُ
مَنِيَّتُهُ فَسَدَّ ثُلْمَتَهُ فِي الْمَرْحَمَةِ
وَيُطِيُوُهُ فِي السِّيْرَةِ الْمَعْدَلَةِ
ذَاكَ ذَاكَ ابْنُ الْخَطَّابِ
اَمْ عَمِلَتْ بِهٖ وَدَرَّتْ عَلَيْهِ
اَتَنْذَاوَحْدَتْ فَضَحَ الْكَفَرَةَ
وَدَيَّخَهَا وَشَرَّدَ الشِّرْكَ
شَذَرَمَذَرَ وَبَعَجَ الْاَرْضَ
بَعْجَهَا فَقَاءَتْ اُكُلَهَا وَلَفَظَتْ
خَبْتَهَا تُرَامَهُ وَيُصَدُّ عَنْهَا
وَلَقَدْ لَهُ وَيَأْبَاهَا ثُمَّ
وَدَعَ فَبَاهَا فِيْهَا وَتَرَكَهَا
كَمَا صَحِبَهَا فَاَرُوْنِيْ مَاذَا
تَرَاءُوْنَ وَاَيَّ يَوْمَيْ اَبِيْ تَنْقِمُوْنَ
يَوْمَ اِقَامَتِهٖ اِذْ عَدَلَ فِيْكُمْ
اَمْ يَوْمَ ظَعْنِهٖ اِذْ نَظَرَ لَكُمْ
اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ
اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ ؎

ہوئی بات بگڑنے لگی اور مسلمانوں میں فساد برپا ہوا لوگ مرتد ہونے لگے۔ بدنیتوں نے طمع پر کمر باندھی اور قیامت کا خوف دلوں سے نکل گیا تو صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے کھچے تھے دفعتاً میرے والد برہنہ پا کمربستہ ہو کر کھڑے ہوئے اور سمٹے ہوئے دین کو پھیلا دیا اس کے انتشار کو جمعیت سے بدلا اس کی کجی کو سیدھا کیا نفاق کو بھگایا اور دین استوار ہو گیا۔ حق کو امن میں آرام ملا۔ ڈگمگاتے ہوئے سر شانوں پر ٹھہر گئے۔ خون کھالوں سے بہتے بہتے محفوظ ہو گیا۔ ان کے مرنے سے جو رخنہ پیدا ہوا اس کو اپنی ہی جیسی سیرت و عدالت والے شخص یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بند کر دیا مبارک ہے وہ ماں جس کے شکم میں ایسا بچہ رہا اور جس نے ایسے بچہ کو دودھ پلایا جس نے کفار کو پامال اور شرک کا استیصال کیا۔ زمین کو نجاست سے پاک و صاف کیا۔ چنانچہ پھر اس زمین نے بھی اپنی

؎ اشہر مشاہیر الاسلام الجزء الاول من المجلد الاول ص ۸۹، باب مناقب ابی بکر صدیق و خلقہ و ماثرہ

پیداوار نکال باہر کیں اور چھپے خزانے اگل دیئے۔ دنیا ان کے سامنے آتی تھی وہ اس سے اعراض کرتے تھے پھر انہوں نے فی کی آمدنی کو مسلمانوں پر تقسیم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے موافق چھوڑ کر انتقال کیا۔ اب تم لوگ مجھے بتاؤ کہ ان میں تم کو کون سی برائی نظر آتی ہے اور کون سے دن کی وجہ سے میرے والد کو برا کہتے ہو آیا اس دن کی وجہ سے جس میں کہ یہ تمہارا ہو کر اچھل بسا۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُاللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ خدا میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

تعلیماتِ صدیقیہ

فضیلت نماز اور قیامت کا بیان

ایک بار سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے سلمان خدا سے خوف کیا کر کیونکہ قریب ہی وہ وقت آنے والا ہے کہ ہر ایک بات ظاہر ہو جائے گی۔ اور لوگ معلوم کر لیں گے کہ ہر چیز میں تمہارا کیا حصہ ہے۔ اور تم نے کیا کیا اور کیا باقی چھوڑا یہ سمجھ لو کہ جس نے پنجگانہ نماز ادا کی وہ صبح سے شام تک خدا کی حفاظت میں آگیا اس کو پھر کون مار سکتا ہے؟ اور جس نے خدا سے عہد شکنی کی وہ اوندھے منہ دوزخ میں الٹا دیا جائے گا۔

والدین کے حقوق و آداب

ایک شخص اپنے والد کی شان میں گستاخ کہہ رہا تھا فرمایا اس کی گردن اڑا دو اس کے سر میں شیطان گھس گیا ہے۔

عاصم بن فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنی والدہ سے جھگڑا ہو پڑا۔ آپ نے فیصلہ

کے بعد فرمایا عاصم یہ اچھی طرح جان لو کہ تمہاری والدہ کی ہر بات تم سے بہتر ہے۔

حقوقِ ہمسایہ

ایک بار عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمسایہ سے جھگڑتے دیکھ کر فرمایا ہمسایہ سے مت جھگڑو کیونکہ اس کا تعلق تم سے قائم رہے گا۔ دیکھنے والے متفرق ہو جائیں گے اور آپ کی اس حالت کو نقل کریں گے۔

حقوق رعایا کی نگہداشت اور عمال کو تنبیہ

مہاجرین ابی امیہ یمامہ کے عامل تھے۔ ایک مسلمان عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی انہوں نے اس کا ایک ہاتھ کٹوا دیا اور ایک دانت نکلوا دیا۔ ایک اور عورت نے مسلمانوں کی ہجو کی۔ اسے بھی یہی سزا دی۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں تحریر فرمایا تمہارے فیصلہ کی اطلاع ملی جو تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے والی عورت کو سزا دی۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا ہوتا تو میں اس کے قتل کا حکم دیتا۔ کیونکہ کسی مسلمان کا انبیاء علیہم السلام کی ہجو کرنا اس کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور اسے مرتد کہا جاتا ہے اور اگر کوئی غیر مسلم معاہد ایسا کرے تو وہ متحارب سمجھا جائے گا۔ اور یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ہم شرائط معاہدہ کے پابند رہیں بلکہ ہم جہاد کا اعلان کر دیں گے اور اگر وہ عورت ذمیہ ہے جو مسلمانوں کی ہجو کرتی ہے تو وہ سزا جو تم نے اسے دی بالکل ناجائز ہے کیونکہ باوجودیکہ وہ مبتلائے شرک ہے اس کے ساتھ معاہدہ ٹھہر گیا ہے اس حالت میں اس کا مال و جان محفوظ ہے محض مسلمانوں کے سب و شتم کی بناء پر وہ کیوں کر اس سزا کی مستحق گردانی جا سکتی ہے آئندہ اس سلوک سے احتراز کرو۔

اعمالِ جاہلیت کی ممانعت

ایک عورت نے حج میں خاموش رہنے کی منت مانی فرمایا بات چیت کیا کر

یہ جاہلیت کا عمل شریعت اسلام میں ناجائز ہے۔[1]

امراءِ عساکر کو ہدایات

لشکر شام پر جب یزید الخیر بن ابی سفیان اُموی رضی اللہ عنہما کو سپہ سالار بنا کر رخصت کیا تو ان سے فرمایا کسی عورت یا اپاہج یا پیر سال کو قتل نہ کرنا۔ پھلدار درخت نہ کاٹنا۔ کھیت نہ اُجاڑنا۔ اونٹ کی کونچیں نہ کاٹنا۔ ہاں کھانے اور استعمال میں لانے کا کوئی حرج نہیں۔ کھجور کے درخت کو جڑ سے نہ کاٹنا نہ اسے جلانا۔ نہ اسراف کرنا نہ بخل۔[2]

خونِ مسلم کی حُرمت

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کسی پر ناراض ہوئے ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی گردن اُڑا دیجیے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کرنے کی کسی کو اجازت نہیں۔[2]

نقشِ خاتم: آپ کی مہر پر کندہ تھا: نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہُ

اقوال

اکثر فرمایا کرتے جس نے ابتدائے اسلام میں انتقال کیا وہ بہت خوش قسمت تھا فتنوں سے بچ نکلا۔

بُروں کی مثال

فرمایا صالحین یکے بعد دیگرے اٹھا لیے جائیں گے۔ باقی ماندہ ایسے بیکار لوگ رہ جائیں گے جیسے آٹے کی بھوسی۔ جن سے اللہ تعالیٰ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔

خوفِ خُدا کی تعلیم

فرمایا جس سے ہو سکے خوفِ خدا سے رو لے۔ ورنہ ایک دن ایسا آئے گا جبکہ اسے رُلایا جائے گا۔

---

[1] ماخوذ از تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ [2] اشہر المشاہیر الاسلام جزاوّل مجلد اوّل

عورتوں کی ہلاکت کا سبب فرمایا: عورتوں کو سونے کی سُرخی اور زعفران کی زردی نے ہلاک کر دیا۔

مسلمان کی شان فرمایا: مسلمان کو ذرا سا بھی رنج پہنچتا ہے تو خدا اسے اجر دیتا ہے خواہ وہ رنج جوتے کا تسمہ ٹوٹنے سے یا کسی مال کے گم ہو جانے سے ہو بالآخر مایوسی کے بعد اس کی آستین ہی میں کیوں نہ پایا جائے۔

بھائی کے لیئے دُعا فرمایا: اگر ایک بھائی دوسرے بھائی کے حق میں دُعا کرتا ہے تو وہ ضرور مستجاب ہوتی ہے۔

راز چھپانے اور قلتِ کلام کی خوبی فرمایا: جب تک کلام منہ میں ہے تیرا اسیر ہے جب منہ سے نکل گیا تب تو اس کا اسیر ہے۔

نمازِ جنازہ کی دعا جب کسی میّت پر نمازِ جنازہ پڑھتے تو فرماتے:

اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ اَسْلَمَہُ الْاَھْلُ وَالْمَالُ وَالْعَشِیْرَۃُ وَالذَّنْبُ عَظِیْمٌ وَّاَنْتَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

الٰہی تیرے اس بندے کو اس کے اہل و مال اور اقربا نے تیرے سپرد کیا ہے اور اس کے گناہ بہت ہیں مگر تو غفور رحیم ہے

دُعائیں

آپ کی دُعا تھی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ لِقَاءَ کَ

الٰہی میری عمر کا بہترین حصّہ آخری عمر ہو میرا بہترین عمل خاتمہ والا ہو۔ میرا بہترین دِن تیری ملاقات کا ہو۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الَّذِیْ ھُوَخَیْرٌ لِّیْ فِیْ عَاقِبَۃِ الْاَمْرِ

الٰہی: میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو میرے کام کے انجام میں اچھی ہو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَہٗ تُعْطِیْنِیَ الْخَیْرَ رِضْوَانَکَ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ

الٰہی آخری عطیہ جو مجھے عطا فرمائے وہ تیری رضوان ہے اور جنات نعیم کے بلند درجات ہوں۔

(۳) جب کوئی شخص آپ کی مدح و تعریف کرتا تو فرمایا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّیْ وَاَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِیْ مِنْھُمْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِّمَّا یَظُنُّوْنَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا یَقُوْلُوْنَ

الٰہی تو میرے نفس کو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اور میں اپنے نفس کا علم ان لوگوں سے زیادہ رکھتا ہوں۔ الٰہی مجھے ایسا ہی نیک بنا دے جیسا کہ لوگ میری نسبت گمان رکھتے ہیں جسے یہ نہیں جانتے وہ مجھے بخش دے اور ان کے قول کی مجھے پکڑ نہ ہو۔ اٰمِیْنَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا۔

فضایل و مناقب

آیاتِ قرآنیہ علمائے کرام نے اس موضوع پر مستقل کتب تالیف فرمائی ہیں ملخصاً ہم ایک آیت کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں علمائے سلف کا بالاجماع قول ہے کہ

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ [1]

دو میں سے دوسرا جب غار میں اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غمگین مت ہو بیشک خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اس پر سکینہ نازل فرمایا۔

---

[1] پارہ ۱۰ رکوع ۱۲

صاحب سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام التفسیر ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے بحرالامۃ رئیس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول نقل فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قرآن شریف میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہی معیتِ الٰہی شامل ہے جسے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مَعَنَا ارشاد فرما کر ظاہر فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہی معیتِ الٰہیہ میں شامل ہیں۔ اس مقام سے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی رفعت شان اس طرح بھی آشکارا ہوتی ہے کہ انکو وہ درجہ حاصل ہو گیا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک بھی تمام بنی اسرائیل کو حاصل نہ ہوا تھا۔ اعدائے فرعون کے قریب آجانے پر بنی اسرائیل کے لیے وہی مقام تھا جو کفارِ قریش کے لب غار تک پہنچ جانے پر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے تھا مگر بنی اسرائیل سے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اِنَّ مَعِیَ رَبِّی میرا خدا میرے ساتھ ہے یعنی بنی اسرائیل ابھی اس درجہ تک فائز نہ ہوتے تھے کہ وہ بھی اس معیتِ الٰہی میں بلاواسطہ شامل ہو سکتے۔ ؎۱

امام سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کا اظہار جملہ مسلمانوں پر فرمایا ہے مگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہر فعل رضائے الٰہی سے شرف اندوز رہا۔ اس کی دلیل میں وہ اس آیت کو پیش کرتے ہیں ؎۲

(۲) فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ — اور خدا نے اس پر سکینہ نازل فرمادیا

یہ وہ ارشادِ ربانی ہے جو سائر صحابہ کرام میں کسی اور کے حق میں نہیں فرمایا گیا اور شانِ صدیق رضی اللہ عنہ کی رفعت و بلندی کو جملہ طبقات امم سابقہ میں وہ

؎۱ رحمۃ للعالمین جلد اول ؎۲ تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ اس اجمال کی توضیح اس سے اوپر کی آیات پڑھنے سے ہو جاتی ہے۔

شہپر بلند پرواز بنا دیتی ہے۔

احادیث

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) مَنْ اَنْفَقَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دَعَاہُ خَزَنَۃُ الْجَنَّۃِ مِنْ کُلِّ بَابٍ یَقُوْلُ اَیْ قُلْ ھَلُمَّ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذٰلِکَ الَّذِیْ لَا تَوٰی عَلَیْہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ

جو شخص خدا کی راہ میں جوڑا دے گا۔ بہشت کے چوکیدار اس کو ہر ایک دروازہ سے بلائیں گے کہیں گے فلاں صاحب ادھر آئیے اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح کا ٹوٹا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم انہیں میں سے ہو

پھر فرمایا:

(۲) مَنْ اَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ جَنَازَۃً قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ امْرِءٍ اِلَّا

تم لوگوں میں سے آج کون روزہ دار ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا کون آج جنازہ کے ساتھ چلا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ پھر کہا کس نے آج محتاج کو کھانا کھلایا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ پھر فرمایا کس نے آج بیمار کی عیادت کی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ پھر فرمایا جس

دَخَلَ الْجَنَّةَ [1] — میں یہ چار باتیں جمع ہوں وہ بہشت میں داخل ہوا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ — حقوق صحبت کی ادائیگی اور مال خرچ کرنے میں تمام لوگوں سے بڑھ کر احسان مجھ پر بلاشبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے [2]

پھر فرمایا:

وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا — اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی امر میں گفتگو کر کے جانے لگی۔ پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا یعنی انتقال فرما گئے تو فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِیْ اَبَابَکْرٍ — اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیو [3]

پھر فرمایا:

اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ — تم غار میں میرے رفیق تھے اور حوضِ کوثر پر میرے رفیق ہو گے [4]

---

[1] مشارق الانوار بحوالہ صحیحین [2] مشکوٰۃ متفق علیہ باب مناقب ابوبکر رض
[3] مشکوٰۃ بحوالہ صحیح بخاری [4] مشکوٰۃ بحوالہ صحیح بخاری۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقٌ مِّنَ النَّارِ تم دوزخ سے آزاد ہو چنانچہ اس دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا [1]

پھر فرمایا:

اِنَّکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ — ابوبکر رضی اللہ عنہ! امتِ محمدیہ میں تم وہ شخص ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وآئمہ دین

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ — ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب کے سردار اور ہم سب سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ پیارے تھے [2]

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے ہم نیکو کاری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی نہیں بڑھے۔

ربیع بن یونس کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال کتبِ سابقہ میں بارش سے دی گئی ہے کہ جہاں پڑتی ہے نفع بخشتی ہے۔ انبیاء سابقین کے اصحاب میں مجھے کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔

---

[1] سنن ترمذی [2] تاریخ الخلفاء سیوطی رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر ص ۵۵۵

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ اگر اہلِ زمین کے ایمان کو ایک پلڑے میں تولا جائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا ایمان دوسرے پلڑے میں تو ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کا پلڑا زیادہ وزنی ثابت ہوگا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہم سے ہر بات میں سابق اور ہم سب میں بزرگ تھے۔ یہ بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا قول ہے۔ کاش میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے سینہ کا بال ہوتا۔ نیز فرمایا جس حالت میں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو جنت میں دیکھتا ہوں اس کی مجھے بھی آرزو ہے۔ یہ بھی ان کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے بدن کی بو مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

ابوحصین کا قول ہے کہ نبیّنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ جیسا کوئی بھی نہیں ہوا۔ مرتدین پر فوج کشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا فعل کیا ہے۔

محمد بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن بصریؒ سے عرض کی کہ بعض لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوگئے ہیں آپ میری تسکین فرما دیجیے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خلیفہ بنا دیا تھا؟ یہ سُن کر حسن بصری غصہ سے بھر گئے اور فرمانے لگے کیا تمہیں اس میں شک ہے۔ واللہ خدا ہی نے انکو خلیفہ بنا دیا تھا اور کیوں نہ بناتا وہ سب سے زیادہ عالم تھے ان کے دل میں سب سے بڑھ کر خوفِ خدا تھا وہ خلیفہ بنائے جاتے یا نہ بنائے جاتے وہ تا وفات اسی حالت میں رہتے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو عقل و فراست میں تین شخص سب سے بڑھے ہوئے ہیں ان میں ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ کا قول ہے کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خلیفہ نہ ہوتے تو خدائے واحد کی پرستش کرنے والا ایک بھی دکھائی نہ دیتا۔

امام شعبی کا قول ہے کہ چار خصوصیات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ میں ایسی ہیں کہ کسی کو نصیب نہیں؛

(۱) آپ کے سوا کسی کا نام صدّیق نہیں رکھا گیا (۲) رفاقت غار کا شرف آپ ہی کو ملا (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امام بنایا (۴) آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں ہجرت کی [1]

راقم کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا مقتدی بن کر ادا فرمائی یہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہٗ کی پانچویں خصوصیت ہے۔

ابوجعفر کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام کی سرگوشی سُنا کرتے تھے گو انہیں دیکھ نہ سکتے تھے یہ ان کی چھٹی خصوصیت ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی چار نسلیں صحابی ہیں (۱) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ (۲) ان کے والد (۳) ان کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہٗ (۴) اور سیدنا عبدالرحمٰنؓ کے لڑکے عتیق رضی اللہ عنہٗ۔ اور یہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہٗ کی ساتویں خصوصیت ہے۔

اشعار ملک الشعرائے دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی شان میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

---

[1] یہ تمام اقوال و آثار تاریخ الخلفاء سیوطیؒ سے ماخوذ ہیں۔

إِذْ تَذَكَّرْتَ الشَّجْوَ مِنْ أَخِي ثِقَةٍ   وَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

جب تم رنج و غم کے ساتھ کسی بھائی کا ذکر کرو تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی یاد کرو جو ہم سے جدا ہو گئے۔

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا   بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ متقی اور عادل ہیں وہ اپنے فرائض کو سب سے زیادہ پورے کرنے والے تھے۔

وَالثَّانِيَ التَّالِيَ الْمَحْمُودَ مَشْهَدُهُ   وَأَوَّلَ النَّاسِ مِمَّنْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

وہی ہیں جن کو قرآن میں ثانی اثنین کہا گیا اور ان کی حاضری غار کی تعریف کی گئی ہے۔ وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تصدیق رسالت کی۔

وَكَانَ حِبَّ رَسُولِ اللهِ قَدْ عَلِمُوا   خَيْرُ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلًا[1]

سب جانتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے تھے وہ بہترین خلق تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے برابر کسی کا درجہ نہ سمجھتے تھے۔

ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔

وَسُمِّيتَ صِدِّيقًا وَكُلُّ مُهَاجِرٍ   سِوَاكَ يُسَمَّى بِاسْمِهِ غَيْرَ مُنْكَرِ

آپ ہی کو صدیق کہہ کر بلایا جاتا ہے حالانکہ تمام مہاجر سوائے آپ کے اپنے اپنے نام سے پکارے جاتے ہیں اس پر کسی کا انکار نہیں۔

سَبَقْتَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللهُ شَاهِدٌ   وَكُنْتَ جَلِيسًا بِالْعَرِيشِ الْمُشَهَّرِ

خدا شاہد ہے آپ ہی کو سبقت الی الاسلام ہے اور عریش کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نشینی کا درجہ آپ ہی کو حاصل ہے۔

وَبِالْغَارِ إِذْ سُمِّيتَ بِالْغَارِ صَاحِبًا   وَكُنْتَ رَفِيقَ النَّبِيِّ الْمُطَهَّرِ

غار میں آپ ہی تھے اور صاحب الغار آپ ہی کا نام ہے اور آپ ہی نبی مطہر کے رفیق ہیں

[1] یہ تمام اقوال و آثار تاریخ الخلفاء سیوطی رح سے ماخوذ ہیں۔

خاتمۃ الاحوال صدیقی

الغرض سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے حالات سے ایک محقق اور صادق پسند انسان کو جسے مشاہیر عالم کی تاریخ پر بھی نظر ہو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ جن مشکلات کا سامنا ان کو ہوا شاید اس کی نظیر تاریخ پیش کرنے سے قاصر رہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی خلافت کوئی پھولوں کی سیج نہ تھی بلکہ کانٹوں کا بستر تھا جس کو آرام دہ بنانے سے پیشتر ایک ایک کانٹا چننا ضروری تھا۔ اتنے قلیل ترین ایام میں نہ صرف اندرون ملک کے فتنوں کو ہی فرو کیا بلکہ بلاد غیر کو ممالک محروسۂ اسلامی بنا کر آئندہ فتوحات کے دروازوں کا افتتاح فرما دیا۔ ہم اس مختصر مضمون میں ان کے محاسن کو کما حقہ آشکارا نہیں کر سکتے۔ مگر پھر بھی سیدنا صدیق اکبر خلیفۃ المسلمین ابوبکر عتیق رضی اللہ عنہ، کے یہ فضائل و شواہد اس مرتبت کے ہیں جو انکو افضل البشر خیر الانام امام الانبیاء، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جملہ امم سابقہ اور امت محمدیہ کے درمیان شرف اوّلیت اور امتیاز افضلیت عطا کرتے ہیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نام و نسب عمر نام۔ ابو حفص کنیت ہے۔ آپ کا نسب عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن ازراح بن عدی بن کعب بن لوی القریشی العدوی ہے۔ اور آپ کی والدہ کا نام و نسب حشمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن محزوم ہے۔

حالات ۱۳ سنہ ولادت نبوی کو مکہ میں پیدا ہوئے عرب کے دورِ جاہلیت میں سفارت کا عہدہ انہیں کے سپرد تھا اور منافرت کے ثالث بھی یہی ہوا کرتے تھے "تجارت" پیشہ تھا اور تجارت ہی میں اتنی ترقی کی کہ شاہان روم و فارس کے درباروں میں بار سوخ ہو گئے تھے۔

اسلام ۶ سنہ نبوت (مطابق ۴۶ سنہ ولادت نبوی) میں بعمر ۳۳ سال اسلام سے مشرف ہوئے۔ قبل ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف بہت متشدد تھے۔ حضرت عمرؓ سے پیشتر ۳۹ مرد اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان کے قبولِ اسلام کی تقریب اس طرح ہوئی کہ ایک روز تلوار لگائے مکہ کے ایک کوچہ میں چلے جا رہے تھے۔ راہ میں نعیم بن عبد اللہ بن اسید ملے پوچھا عمر کہاں کا ارادہ ہے کہا محمدؐ کو قتل کرنے چلا ہوں اس نے دانشوران قریش کو بیوقوف گردانا ہے اور ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے ہیں نعیم نے کہا خدا کی قسم تم بہت بُری راہ چل رہے ہو اور یہ سخت نادانی کی بات کر رہے ہو۔ عمر بولے میں گمان کرتا ہوں کہ تم بھی مسلمان ہو گئے ہو اور اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے تو تم ہی سے آغاز کروں۔ نعیم نے کہا میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ یہ دین تمہارے گھرانے میں داخل ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کیا کہا؟ انہوں نے کہا آپ کی بہن اور آپ کے بہنوئی اور چچازاد بھائی مسلمان ہو

چکے ہیں۔ عمر غصہ میں بھرے ہوئے لوٹ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا۔ کہ ایک ایک دو دو کمزور و نادار مسلمانوں کو صاحب استطاعت مسلمانوں کی کفالت میں دے دیا کرتے تھے۔ اور ان کی ضروریات اسی مسلمان کے ہاں سے پوری کی جایا کرتی تھیں۔ عمر وہاں سے اپنی بہن کے ہاں آئے دروازہ بند تھا۔ اندر سے کچھ آدمیوں کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی۔ کون؟ کہا ابن الخطاب! آواز سن کر وہ بکھر گئے۔ بہن نے دروازہ کھولا۔ اندر قدم رکھتے ہی بہن کو مارنا شروع کیا۔ اتنا مارا کہ اس کے کپڑے بھی لہولہان ہو گئے۔ آخر اس نے رو۔ تے ہوئے کہا عمر! تم سے جو بن آئے کر دو میں تو مسلمان ہو چکی پھر یہ اسی غصہ میں تخت پر جا بیٹھے مکان کے ایک طرف ایک کتاب نظر پڑی۔ انہوں نے اسے پڑھنا چاہا بہن نے اسے دکھانے سے انکار کیا اور انہوں نے اصرار کیا آخر بہن نے کتاب دے دی اُس پر بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم لکھی دیکھی۔ لرز گئے۔ کتاب ہاتھ سے گر پڑی۔ پھر جب دِل قابو میں آیا اسے اٹھا کر پڑھا تو یہ سُورت لکھی دیکھی یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَھُوَ العَزِیزُ الحَکِیمُ۔ انہوں نے پڑھنا شروع کیا جب اسمارِ الٰہی میں سے کسی نام پر پہنچتے تو بے خود ہو ہو جاتے۔ ہوش آتی تو پھر پڑھنے لگ جاتے جاتے یہاں تک کہ آیت اٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَاَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَکُم مُّستَخلَفِینَ فِیہِ اِن کُنتُم مُّؤمِنِینَ[1] پر پہنچے اور کہا۔ اَشھَدُ اَن

---

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کے ایمان لانے کے واقعہ میں مذکورہ بالا آیات کا ذکر بعض سیرت نگار حضرات نے کیا ہے علامہ شبلی مرحوم بھی یہی لکھتے ہیں۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو حضرت قاضی محمد سلیمان منصور پوری" نے رحمۃ للعالمین جلد اوّل ص ۔۔ پر ارشاد فرمائی ہے کہ حضرت عمرؓ نے سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی تھی کیونکہ سورہ طٰہٰ مکی ہے اور حضرت عمرؓ مکہ مکرمہ میں ایمان لائے تھے اور مذکورہ آیات سورہ حدید کی ہیں اور یہ سورہ مدنی ہے تو نزول سے پہلے ہی ایمان لانے سے قبل ان آیات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیسے پڑھ لیا۔ (یزدانی)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ آواز سنتے ہی وہ لوگ جو اندر مکان میں پوشیدہ تھے باہر آ گئے اور جوشِ مسرت میں نعرۂ تکبیر لگایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور کہا ابن الخطاب تمہیں بشارت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے دن دعا کی تھی کہ یا اللہ دو شخصوں میں سے ایک عمر بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن الخطاب سے اسلام کو غلبہ دے اور ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے ہی حق میں تھی۔ لہٰذا ہم سب تمہیں مبارکباد دیتے ہیں۔

جب ان لوگوں کو ان کی صداقت کا یقین ہو گیا وہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے مسلمان ان سے بخوبی واقف تھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون؟ جواب دیا ابن الخطاب۔ صحابہ نے دروازہ کھولنے میں تامل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو اسے ہدایت فرمائے گا۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا اور حاضرین میں سے دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان کے دونوں بازو پکڑ لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو فرمایا چھوڑ دو۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کرتا پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچا اور فرمایا ابن الخطاب اسلام لاؤ کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس پر مسلمانوں نے ایسے زور سے تکبیر کہی کہ مکۂ معظمہ کے گلی کوچہ میں سُنی گئی حالانکہ اس سے پیشتر بھی مسلمان پست آواز میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قلب میں کیفیّات اسلام

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، حالتِ کفر میں مسلمانوں کی مخالفت اور ایذا رسانی میں اشد شدید تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے نکلنا۔ نعیم کو قتل کی دھمکی دینا۔ اپنی بہن کو زدوکوب کرنا بین شواہد ہیں کہ ان کو اسلام، بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حلقہ بگوشان اسلام

دہی انکار کیا اس نے کہا بہتر تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو اس کے بعد پھر یہ اسی طرح کفار کو مارتے اور ان سے مار کھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔

ہجرت

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کوئی ایسا مہاجر معلوم نہیں جس نے ہجرت خفیہ طور پر نہ کی ہو مگر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ، علانیہ نکلے۔ جب سفر ہجرت کو نکلے اوّل بدن پر ہتھیار سجائے تلوار گلے میں حمایل کی، کندھے پر کمان رکھی، تیر سنبھالے اور نیزہ بلند کیے ہوئے کعبہ کی طرف گئے۔ گروہ قریش کعبہ کے گرد موجود تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، نے تمکنت سے سات بار طواف کیا پھر مقامِ ابراہیم میں آ کر اطمینان سے نماز پڑھی۔ پھر ایک ایک درواز ہ پر جا کر کہا جو شخص اپنی ماں کو رُلانا اور اپنے بیٹے کو ماتم میں مبتلا کرنا اور اپنی بیوی کو رانڈ بنانا پسند کرتا ہو وہ ہم سے اس وادی کے پار آ کر ملے۔ مدینہ منورہ میں پہنچ کر رفاعہ بن المنذر کے ہاں قیام کیا۔ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دریافت کیا کہا عنقریب تشریف لا رہے ہیں۔

شرکت غزوات

تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے اور ثابت قدم رہے۔ جنگ احد میں ابوسفیان سے گفتگو انہیں نے کی تھی اور جنگ بدر کے قیدیوں کے قتل کی رائے ان ہی نے دی تھی [۱]

خدمات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کی خدمات میں سے اوّل خدمت یہ ہے کہ:

قرآنِ مجید

قرآن مجید اگرچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کے حکم سے اور انہیں کے عہد میں جمع کیا گیا مگر یہ تجویز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کی تھی اور

---

[۱] اسد الغابہ ذکر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ،۔

ے کس قدر منافرت تھی اب جبکہ ان کا شرح صدر ہوا تو وہی جذبات اسلام کے لیئے ابھرے اور کفار کو گن گن کر ان کا فرانہ کرتوتوں کا جواب دینے لگے۔ اب یہ عالم تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ کوئی بے یار و مددگار مسلمان تو اسلام کے لیئے پٹے اور عمر (رضی اللہ عنہ) محبوب اسلام کے کوچہ میں ایذار پسندی کی لذّت سے بے ذوق و نا آشنا رہے بلکہ یہ چاہتے تھے کہ جن جن مصیبتوں اور دقتوں کو سہہ سہہ کر جملہ مسلمان پختہ ہوئے ہیں وہ بھی اسی طرح پختہ ہو جائیں۔ چنانچہ یہ ذوق انہیں پہلے اپنے ماموں کے گھر لے گیا۔ شرفائے قریش میں اس کا شمار تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اس نے تعجب سے کہاں ہیں؛ ایسا نہیں کہا ہاں ہاں۔ اس نے منع کیا اور کہا ایسا مت کرنا۔ کہا میں تو ہو چکا۔ اس نے مکرر کہا دیکھو ایسا نہ کرو اور یہ کہہ کر مکان سے باہر نکال دیا اور دروازہ بند کر لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دِل ایذا طلب کو یہ پسند نہ آیا جوش نے پھر انگیختہ کیا اور کہا کہ یہ تو کچھ نہ ہوا ایک اور قریشی رئیس کے ہاں پہنچے اس نے بھی انکو صرف نکال دینے پر کفایت کی۔ یہ یہاں سے بھی پھیکے پھیکے پلٹے اب انہیں ایک شخص ملا اس نے انکو بتایا کہ اگر تم اپنے اسلام کا اظہار کیا چاہتے ہو تو جمیل بن عمر کے پاس جاؤ اس سے راز نہیں پچتا۔ اس کو چپکے سے جا کر کہہ دینا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو وہ شور مچا کر اعلان کر دے گا۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا وہ خانہ کعبہ میں آیا اور پکار کر کہا لوگو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہو گیا۔ یہ سننا تھا کہ سب نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مِل کر مارنا شروع کیا۔ کفار انہیں مارتے تھے۔ جب ان کے ماموں کو معلوم ہوا تو انہوں نے آستین چڑھا کر کہا میں اپنے بھانجے کو پناہ دیتا ہوں لوگ ہٹ گئے۔ عزت عمری کو یہ مداخلت بھی پسند نہ آئی ان کی اخوتِ اسلامی کب گوارا کر سکتی تھی کہ جملہ مسلمان تو کفار کے عذاب و عقاب میں مبتلا ہوں اور وہ مامون و مصئون رہیں۔ ایک روز اپنے ماموں سے کہا میں آپ کی پناہ واپس کرتا ہوں۔ اس نے کہا بھانجے ایسا نہ کرو انہوں نے پھر

انہیں کے اصرار سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم صادر فرمایا تھا۔

حدیث سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محدثین کے لیئے درود شک پر نقل حدیث میں ثبت روایت کی سنت کو قائم فرمایا ایک دِن سیدنا ابوموسیٰ اشعری نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم میں سے تین بار سلام کرے اور اسے جواب نہ ملے تو اسے لوٹ جانا چاہیئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر گواہ طلب فرمایا چنانچہ سیدنا ابوسعید خدری رض نے گواہی دی[1]

اعلائے کلمہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام پر مسلمانوں نے تکبیر بلند کی۔ یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کی خصوصیت ہے۔ پھر سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی فاروقیت کا کمال ہے کہ اسلام لا کر کتنی جرأت کے ساتھ کفارِ قریش میں اس کا اعلان کیا۔

نماز ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی جماعت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قائم فرمائی۔ چنانچہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ خدا عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن کرے کہ انہوں نے ہماری مساجد کو روشن کیا۔

اذان اذان کے کلمات بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تجویز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمائے تھے۔

زکوٰۃ: زکوٰۃ کی آمدنی کے اندراج کی غرض سے بیت المال قائم فرمایا۔

حج سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ ہی امیر الحاج مقرر ہوا کرتے تھے اور اپنے زمانہ خلافت میں بنفس نفیس امیر الحاج ہوا کرتے تھے۔

جہاد اور جنگی خدمات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسا کہ ہم قبل ازیں تحریر کر آئے ہیں عہد نبوت میں تمام غزوات میں شامل رہے۔ سیدنا ابوبکر

[1] تذکرۃ الحفاظ ذہبی و ادب المفرد للبخاری رح

صدیق رضی اللہ عنہ، کے عہد میں فتوحات کی جو داغ بیل پڑی تھی ان کی تکمیل ان ہی کے عہد میں ہوئی۔ چنانچہ شام و فلسطین کی مہمات ان ہی کے عہد میں سرانجام ہوئیں اور پھر عراق، فارس اور دیارِ مصر کی فتوحات انہیں کے زمانہ خلافت اور حسن سیاست کی زریں یادگاریں تھیں جن کی آزادی و صیانت آج ہم اپنی سہل انگاری و عیش پسندی، زیاں کاری و تفرقہ بندی کے طفیل کھو بیٹھے ہیں۔

جزئی اصلاحات اور دیگر خدمات

اب ہم ذیل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، کی جزئی اصلاحات اور مزید خدمات کا مختصر ذکر کرتے ہیں جو ان کے فضایل و مناقب کو تاریخی روشنی کی حقیقت نمائی میں اور نمایاں کرتی ہیں:

فوجی دفتر کی ترتیب، رضاکاروں کے وظائف کا تقرر اور دفاتر دیوانی کی آئین بندی اور نظارت عدل و انصاف کی تنظیم انہیں کے ذہن و عمل کے نتائج ہیں انہوں نے ہی بندوبست اراضی کا طریق جاری کیا۔ شادابی ملک اور ترقی زراعت کے لیے نہریں کھدوائیں۔

کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل اور جزیرہ وغیرہ شہر آباد کیے۔

ممالک مفتوحہ کو ولایات اور صوبہ جات میں تقسیم فرمایا۔ دریا کی پیداوار مثل عنبر وغیرہ پر محصول لگایا اور ان کی تحصیل کے لیے محصّل مقرر کیے۔ عشور کا عملہ مقرر کیا جیل خانے قائم کیے اور محکمہ پولیس قائم فرمایا۔ مناسب مقامات پر فوجی چھاؤنیاں بنائیں اور مملکت کے اخبار و حالات معلوم کرنے کے لیے پرچہ نویس مقرر فرمائے۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک سفر کرنے والوں کے لیے روزینے مقرر کیے۔ مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے، مفلوک الحال اہل کتاب کے روزینے مقرر فرمائے۔ تعلیم دین کے لیے قراء اور معلّمین کا تقرر کیا۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک ہر منزل

پر چوکیاں بنوائیں اور چشمے جاری کرائے۔ غرض امرِ خلافت اور اس کے جملہ شعوب کو بکمال و خوبی ایسا مرتب فرمایا کہ آئندہ آنے والے جانشینوں کو اس سے بہتر اور عمدہ انتظام کر سکنے سے عاجز و قاصر کر دیا۔[1]

چنانچہ کتب تاریخ و سیر اس امر پر شاہد ہیں کہ ان تیرہ صدیوں میں فاروقی نظام حکومت سے احسن اور عمدہ تر نظام بلا استثناء فرد واحد مدبر ترین حکمرانوں کو مرتب کرنا ناممکن ہی ثابت ہوا۔

وفات

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کی صبح کو مسجد نبوی میں آپ نماز فجر کی جماعت کرا رہے تھے کہ فیروز نامی مجوسی المذہب غلام نے دو دھارے خنجر سے زخمی کیا۔ اور یکم محرم ۲۴ھ کو انتقال فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن کیے گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ، نے نماز جنازہ پڑھائی۔

وفات سے پیشتر فرمایا دیکھو جب میں مر جاؤں تو میری آنکھیں بند کر دینا اور مجھے متوسط درجہ کا کفن دینا اگر اللہ کے ہاں میری کچھ بھلائی ہے تو مجھے اس سے بہتر لباس مرحمت فرمائے گا۔ اگر اس کے سوا کچھ اور سلوک ہوا تو یہ بھی چھن جائے گا۔

اسی حالت میں یہ بھی ارشاد فرمایا: واللہ اگر مجھے تمام روئے زمین کی چیزیں مل جائیں تو میں اس ہولناک منظر پر جو پیش آنے والا ہے کر دوں۔

ابن عباس بولے مجھے امید ہے کہ آپ کو کسی وحشت ناک منظر کا سامنا ہوگا سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا۔ الخ جہاں تک مجھے علم ہے آپ امیر المؤمنین، امین المؤمنین اور سید المؤمنین ہیں۔

---

[1] ماخوذ از الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم و اشہر المشاہیر الاسلام جزء ثانی من المجلد الاوّل مصنفہ علامہ رفیق بک المعظم المصری۔

آپ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرماتے اور تقسیم میں انصاف کا خیال رکھتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، کو یہ الفاظ سن کر تسکین سی ہوئی اور اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے۔ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو۔ ابن عباس ؓ کہتے ہیں میں نے بوثوق کہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، نے میرے شانے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا گواہ رہنا۔ میں نے کہا ہاں ضرور۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کے جنازہ پر فرمایا۔ عمر (رضی اللہ عنہ،) آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہیں چھوڑا کہ اس جیسے نامۂ اعمال کی میں خواہش کر سکوں بیشک میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور ابوبکر و عمر نکلے اور میں اور ابوبکر و عمر آئے۔ اور میں اور ابوبکر و عمر نے یہ کیا۔ یعنی ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ دونوں کو اپنے ساتھ ضرور شریک فرماتے تھے مجھے پہلے سے یقین تھا کہ اللہ آپ کو ان دونوں کے پاس جگہ دے گا[1]

اکثر صحابہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، کے رنج وفات کو اشعار میں ظاہر کیا ہے۔
سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ، کی بیوی سیدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل فرماتی ہیں۔

اشعار

عین جودی بعبرۃ ونحیب — ولا تملی علی الامام النجیب

اے آنکھ آنسو بہا جس کے ساتھ فریاد ہو — اور امام برگزیدہ کے لیئے رونے میں تاخیر نہ کر

فجعتنی المنون بالفارس المع — المعلم یوم الھیاج والتیب

اے شخص تو نے مجھے اس کے غم کی خبر سنائی — جس کی تلوار چمکتی تھی جو میدان کارزار کا معلم تھا

عصمت الناس والمعین علی الدھر — وغیث الملھوف والمکروب

وہ لوگوں کی جائے پناہ اور مصائب دہر میں ان کی مدد کرنے والے وہ آفت رسیدوں

---

[1] بخاری شریف جلد دوم مناقب عمر بن الخطاب ص ۵۲۰

اور مصیبت زدوں کی فریاد رسی کرنے والے تھے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔

ثَلٰثَةٌ بَرَزُوْا بِفَضْلِهِمْ — نَضَرَهُمْ رَبُّهُمْ اِذَا نَشَرُوْا

تین بزرگ فضائل کے ساتھ ظاہر ہوئے جبکہ ان کو پروردگار نے تروتازہ کیا (یعنی جب وہ ظاہر ہوئے)

فَلَيْسَ مِنْ مُؤْمِنٍ لَهٗ بَصَرٌ — يُنْكِرُ تَفْضِيْلَهُمْ اِذَا ذُكِرُوْا

پس کوئی ایسا مومن نہیں جس کو بصیرت ملی ہو کہ جب ان کے فضایل کا ذکر کیا جائے تو وہ ان کا انکار کرے۔

عَاشُوْا بِلَا فِرْقَةٍ ثَلٰثَتُهُمْ — وَاجْتَمَعُوْا فِي الْمَمَاتِ اِذْ قُبِرُوْا

وہ تینوں زندگی میں بھی جدا نہیں ہوئے — اور موت کے بعد قبر میں پھر اکٹھے ہو گئے

اخلاق فاروقی

امام ابن الاثیر جزری ؒ فرماتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تمام لوگوں پر عطایا د بخشش فرماتے اور اپنے تئیں بیت المال کا اجیر سا خیال فرماتے اور اپنے نفس کو کسی مسلمان پر ذرا بھی فوقیت نہ دیتے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جو کوئی امین قوی کو دیکھنا چاہے وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، کا قول ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے ہم میں سے ان کی مثل کوئی بھی نہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو قیامت تک آئندہ سلاطین کے لیئے حجت بنایا ہے خدا کی قسم وہ دونوں سبقت لے گئے اور اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں چھوڑ گئے۔ ان کی یاد امت کو مغموم اور

حکام کو مطعون کرتی ہے۔

سیدنا طلحہ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ بخدا عمر (رضی اللہ عنہ) سے ہم اسلام لانے میں مقدم تھے اور ہجرت میں بھی۔ لیکن وہ دنیا میں ہم سے زاہد تھے اور امورِ آخرت میں ہم سب سے زیادہ راغب تھے۔

ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کی چادر میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا دیکھا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کے دونوں شانوں کے درمیان کُرتے میں چار پیوند لگے ہوتے تھے۔ عتبہ بن ابی فرقد رضی اللہ عنہ، کی روایت ہے کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، کا کھانا دیکھا۔ روٹی کے ساتھ زیتون تھا ایسا بدمزہ کہ میں ایک لقمہ نگل نہ سکا۔ میں نے کہا۔ امیر المؤمنین آپ کے پاس مائدہ نہیں ہے۔ فرمایا۔ کیا اور سب مسلمانوں کے لیئے ہو سکتا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا عتبہ تم پر افسوس ہے کیا میں دنیاوی زندگی میں لذیذ کھانا کھاؤں؟

ایامِ خلافت میں لوگوں کے گھر جاکر ان کا کاروبار کر آتے۔ رات کو گشت کر کے رعایا کی تکلیف و شکایات معلوم کیا کرتے۔

سیدنا ابن عمر کہتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپکو غصہ آیا ہو اور کسی نے خدا کا ذکر کیا یا خوف خدا دلایا یا قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ دی اور آپ کا غصہ فرو نہ ہو[1]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشادات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کا قول ہے۔ اگر صبر و شکر[2] دو سواریاں ہوتیں تو میں پرواہ نہ کرتا کہ کس پر سوار ہوں[1]

[1] یہ تمام روایات اسعد الغابہ سے ماخوذ ہیں [2] عدۃ الصابرین و ذخیرۃ الشاکرین لابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ فرمایا جو شخص راز چھپاتا ہے اس کا راز اس کے ہاتھ میں ہے۔

۳۔ فرمایا لوگوں کی فکر میں اپنے تئیں نہ بھول جاؤ۔

۴۔ مجھے سائل کے سوال سے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

۵۔ دنیا تھوڑی سی لو تب آزادانہ بسر کر سکو گے۔

۶۔ آدمی کے نماز روزہ پر نہ جاؤ بلکہ اس کی درست معاملگی اور عقل کو دیکھو۔

۷۔ علم، عقل کی زیادتی پر موقوف نہیں۔

۸۔ اشعار عرب، بلند اخلاق، صحت لغات اور انساب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

۹۔ توبہ کی تکلیف سے گناہ کا ترک کر دینا زیادہ سہل ہے۔

۱۰۔ دولت سر اونچا کیے بغیر نہیں رہتی۔

۱۱۔ جو شخص برائی سے آگاہ نہیں وہ ضرور اس میں گرفتار ہوگا۔

۱۲۔ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔

۱۳۔ جو چیز پیچھے ہٹی پھر آگے نہیں بڑھتی۔

۱۴۔ کسی کی شہرت کا آوازہ سن کر دھوکا نہ کھاؤ[1]

۱۵۔ فرمایا۔ حکومت کے لیئے ایسی شدت کی ضرورت ہے جس میں جبر نہ ہو اور ایسی نرمی کی جس میں سستی نہ ہو[2]

دُعائیں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کی دعا تھی۔

اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِيْ مَعَ الْاَبْرَارِ وَ لَا	اے خدا مجھے نیکو کار لوگوں کے ساتھ
تُخَلِّفْنِيْ فِي الْاَشْرَارِ وَ اَلْحِقْنِيْ	وفات دے اور مجھے بروں کے ساتھ
بِالْاَخْيَارِ[3]	نہ چھوڑ اور نیک بندوں کے ساتھ میرا الحاق فرما

[1] ماخوذ الفاروق علامہ شبلی مرحوم [2] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ [3] ادب المفرد للبخاریؒ۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ كَبُرَتْ سِنِّيْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِيْ وَانْتَشَرَتْ رَغْبَتِيْ فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُغَرَّةٍ۔

الٰہی اب میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور میری قوت کمزور ہو گئی ہے اور رغبت میں انتشار ہو گیا ہے پس قبل اس کے میں ضائع ہوں یا میری عقل میں فتور آئے مجھے اپنی طرف کھینچ لے۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ [1]

یا اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر میں موت دیجیو۔

فضایل ومناقب

احادیث سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهُ عُمَرُ [2]

تم سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے سو میری اُمت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہے۔

۲۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سے فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطٰنُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ [1]

خدا کی قسم تمہارے راستہ میں شیطان ہرگز ہرگز نہ چلے گا بلکہ وہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ [2] محدث اسے کہتے ہیں جس سے فرشتے بات چیت کریں۔

۳۔ فرمایا۔

رَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ [2]

میں نے جنت میں ایک محل دیکھا اس کے صحن میں ایک حسینہ عورت تھی میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ حضور پر قربان میں اور آپ پر غیرت کروں۔

۴۔ فرمایا

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنُ [3]

میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے وہ قمیص پہنے ہوئے تھے ان میں سے بعض کی قمیصیں سینہ سے زیادہ لمبی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ، میرے سامنے پیش ہوئے ان کی قمیص زمین تک کھچی ہوئی تھی پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا تعبیر فرمائی۔ فرمایا "دین"

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ عن ابن [2] مشکوٰۃ متفق علیہ
[3] مشکوٰۃ متفق علیہ

۵۔ فرمایا

بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ[1]

میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اسے پیا حتیٰ کہ اس کی تازگی میرے ناخنوں تک پہنچ گئی پھر میں نے اس کا بقیہ عمر رضی اللہ عنہ، کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے اس کی کیا تعبیر فرمائی۔ فرمایا "علم"

۶۔ فرمایا:

بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ وَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ وَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ[2]

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چاہ پر کھڑا ہوں اس پر ایک ڈول پڑا ہے میں نے اس سے ڈول نکالے جتنے خدا کی منشاء تھی پھر وہ ڈول ابوبکر نے لے لیا پھر اس نے بھی اس سے ایک یا دو ڈول آہستہ آہستہ نکالے۔ خدا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ، کی کمزوری کو معاف کر دیا۔ پھر وہ ڈول بڑا چرسا بن گیا اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، نے اسے جا تھاما۔ میں نے کوئی ایسا عجیب شخص نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ، کی طرح چرسا کھینچتا ہو حتیٰ کہ اس نے سب ہی کو سیراب کر دیا۔

---

[1] مشکوٰۃ متفق [2] مشکوٰۃ متفق علیہ عن ابی ہریرۃ رضؓ

آثار صحابہ و تابعین رضؓ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کا قول ہے:

مَا عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ رَجُلٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ عُمَرَ

روئے زمین پر مجھے عمر رضی اللہ عنہ، سے بڑھ کر کوئی شخص پیارا نہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ صالحین کا ذکر کیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ، کو نہ بھولو کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ، کی زبان پر سکینہ بولتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے اگر دنیا کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور عمر رضی اللہ عنہ، کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا وزنی ہوگا۔

سیدنا حذیفہؓ کا قول ہے کہ دنیا بھر کا علم عمر رضی اللہ عنہ، کی گود میں پڑا ہے۔ نیز انہی کا قول ہے میں سوائے عمر رضی اللہ عنہ، کے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے راہ خدا میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کی ہو۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

مُلِئَ عَزْمًا وَحَزْمًا وَعِلْمًا وَنَجْدَةً

(عمر فاروق رضی اللہ عنہ،) پختگی رائے۔ زیرکی اور علم و دلیری سے پُر ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کو ضرور یاد کیا کرو کیونکہ وہ ہم میں سب سے زیادہ عالم و فقیہ ہیں۔

مجاہدؒ کا قول ہے کہ اکثر یہ چرچا رہا کرتا کہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ، میں شیاطین قید تھے اور آپ کے انتقال کے بعد آزاد ہو گئے[1]

---

[1] ماخوذ از تاریخ الخلفاء سیوطیؒ

جامع مناقب شیخین رض

احادیث

شیخین کے ایمان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتماد

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بَیْنَمَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَۃً فَرَکِبَہَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِھٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرَاثَۃِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰہِ بَقَرَۃٌ تُکَلِّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِہٖ اَنَا وَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَمَا ھُمَا ثَمَّ [1]

ایک شخص بیل ہانکے جا رہا تھا اس پر کچھ سامان لادے ہوئے تھا۔ وہ بیل بولا میں اس لیے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ ہمیں کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس پر کسی نے کہا سبحان اللہ بیل نے کلام کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں، ابوبکر و عمر اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے وقت شیخین موجود بھی نہ تھے

۲۔ فرمایا :

بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَّہٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰی شَاۃٍ مِّنْھَا فَاَخَذَھَا فَاَدْرَکَھَا صَاحِبُھَا فَاسْتَنْقَذَھَا فَقَالَ لَہُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَّھَا یَوْمَ السَّبُعِ یَوْمَ لَا رَاعِیَ لَھَا غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰہِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِہٖ اَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَمَا ھُمَا ثَمَّ [1]

ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اسے پالیا۔ اس پر بھیڑیے نے کہا یوم السبع کو کون ہوگا اس دن بکریوں کا کوئی چرواہا نہ ہوگا سوائے میرے لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیے نے کلام کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس بات پر میں اور ابوبکر و عمر رض ایمان رکھتے ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَیَتَرَاءَوْنَ اَھْلَ عِلِّیِّیْنَ کَمَا تَرَوْنَ الْکَوَاکِبَ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ مِنْھَا وَ اَنْعُمَا [2]

بے شک اہل جنت عالی درجہ لوگوں کو ایسے ہی دیکھیں گے جیسا کہ تم افق آسمان پر ستاروں کو چمکتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اور بیشک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان میں سے ہیں اور وہ دونوں ہی صاحب منزلت ہیں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

بَیْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجْرِیْ فِیْ لَیْلَۃٍ ضَاحِیَۃٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ فَقُلْتُ اَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ [3]

ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا تو میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی بھی ہوں گی فرمایا ہاں عمر (رضی اللہ عنہ،) کی۔ میں نے عرض کی ابوبکر رضی اللہ عنہ، کی نیکیاں کہاں گئیں فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ،) کی تمام نیکیاں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ باب مناقب ابوبکر و عمر رض [2] مشکوٰۃ باب ابی بکر و عمر رض بحوالہ شرح السنۃ [3] مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر و عمر رض بحوالہ رزین

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ[1]

میرے بعد ان دو شخصوں کا اقتدار کرنا، ابوبکر کا اور عمر کا (رضی اللہ عنہما)

آثارِ صحابہ رضؓ

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ لَا يَجْتَمِعُ حُبِّیْ وَبُغْضُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں کسی مومن کے دل میں میری محبت کے ساتھ ان کا بغض جمع نہیں ہو سکتا۔

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا قول ہے :

اَمَّا اَبُوْ بَکْرٍ فَلَمْ یُرِدِ الدُّنْیَا وَلَمْ تُرِدْهُ وَاَمَّا عُمَرُ فَارَدَتْهُ الدُّنْیَا وَلَمْ یُرِدْهَا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ دنیا کو چاہا اور نہ دنیا کو ان کی خواہش ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کی طلب دنیا نے تو کی مگر انہوں نے کبھی دنیا کی طلب نہیں کی۔

اقوالِ تابعین

امام سفیان ثوری کا قول ہے۔

مَنْ زَعَمَ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ اَحَقَّ بِالْوَلَایَةِ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَدْ خَطَّاَ اَبَا بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ۔

جس نے یہ گمان کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ حق دار خلافت تھے تو بیشک اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور مہاجرین و انصار سب کو خطا وار ٹھہرایا۔

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ درواہ الترمذی کذافی المشکوٰۃ باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ ص ۵۶۰

امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے :

اَنَا بَرِیْئٌ مِمَّنْ ذَکَرَ اَبَا بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا بِخَيْرٍ۔

میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نیکی سے یاد نہ کرے

امام شریک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :

لَيْسَ یُقَدِّمُ عَلِیًّا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ[1]

کوئی نیک شخص علیؓ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مقدم نہ کرے گا۔

سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ

نام و نسب

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے والد عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس اور والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ہیں۔ عبد شمس، عبد مناف کے فرزند ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے والد ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام بیضاء بنت عبد المطلب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمرو ہے۔ ذوالنورین لقب اور امیر المومنین خطاب تھا۔

شخصیت

عشرہ مبشرہ کے نامور رکن اتیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ ان کی خلافت خلیفہ پیشرو کی نامزدگی، عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ ۶ کے انتخاب اور جملہ مہاجرین و انصار کے اتفاق کلی کی پیش کردہ خلعت تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

[1] یہ تمام اقوال تاریخ الخلفاء سیوطیؒ سے منقول ہیں۔

کے معتمد دوستوں میں سے تھے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہی کی دعوت سے اسلام لائے اور قبولیت اسلام میں یہ چوتھے مسلمان ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی لڑکی سیّدہ رقیہ کا نکاح ان سے کر دیا تھا۔ ان کے بطن سے سیّدنا عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے۔ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرما دیا تھا۔

حالات

دو بار ہجرت حبشہ کی۔ پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے ۱۲ سال تک امورِ خلافت انجام دیتے رہے۔ ایامِ تشریق ۳۵ ہجری میں بعمر ۸۲ سال باغیانِ مصر کے ظالم ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ بعض نے آپ کی عمر ۸۶ سال اور بعض نے ۹۰ سال بھی بیان کی ہے۔

خدمات

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہٗ کی خلافت میں فتوحات بہت وسعت سے ہوئیں۔ چنانچہ مشرق میں خراسان، ماوراءالنہر، ترکستان، سندھ اور کابل۔ اور مغرب میں اسکندریہ، مراکش، تونس، طرابلس الغرب، سلطنت اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں میں بحری لڑائی سب سے پہلے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہٗ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ اس معرکہ میں ہرقل کا بحری بیڑہ تباہ ہوا۔ اور پرچم اسلامی بہت سے آباد جزائر پر لہرانے لگا۔ جزائر قبرص، کریٹ و مالٹا وغیرہ کی فتوحات انہی کے منتخب کردہ عمال و امراء کی شجاعت و قابلیت کے نتائج و ثمرات تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے لوگوں کی جاگیرات مقرر کیں۔ جانوروں کے لیے چراگاہیں چھوڑیں تکبیر میں آواز دھیمی کی۔ مسجد میں خوشبو جلوائی۔ جمعہ میں اذانِ اوّل کا اضافہ کیا۔ مؤذنین کے روزینے مقرر کیے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہٗ ہی نے تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا۔

کبوتر بازوں اور غلیل اندازوں پر ایک حاکم مامور کیا۔ جن کا کام کبوتروں کو قینچ کرنا اور غلیل کا توڑنا تھا۔ یہ تمام امور آپ کی اولیات میں شمار کیے جاتے ہیں اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، سب سے اوّل ہجرت بھی آپ ہی نے فرمائی [۱]

جنگِ بدر کے سوا تمام غزوات و مشاہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہمرکاب تھے بیعت الرضوان آپ ہی کے لیے وقوع میں آئی۔ جنگ خیبر میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیمپ افسر مقرر فرمایا تھا۔ اس جنگ میں ان کا خاص فرض یہ بھی تھا کہ یہود اور بنی غطفان کے لشکروں کو باہم ملنے نہ دیں اور ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہی رکھیں چنانچہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہٗ کی تدبیر و کاروائی سے غطفان و یہود مل کر لشکر اسلامی کو ضرر نہ پہنچا سکے۔ جہاد بالمال میں سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہٗ، سب صحابہ سے پیش پیش رہتے تھے۔ اور مدینہ میں بیر رومہ کا نصف بارہ ہزار میں اور پھر باقی نصف اٹھارہ ہزار میں خرید کر مسلمانوں کے لیئے آب شیریں وقف کر دیا تھا۔ غزوہ تبوک میں ایک ہزار شتر اور ستر گھوڑے مع ساز و سامان دیئے تھے۔ نقد چندہ اس کے علاوہ تھا [۲]

محاصرہ

جب باغیوں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تو سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے محاصرین سے فرمایا:

عبداللہ بن سلام کی تقریر

لَا تَقْتُلُوْهُ فَوَاللهِ لَا يَقْتُلُهٗ رَجُلٌ مِّنْكُمْ اِلَّا لَقِيَ اللهَ اَجْذَمَ لَا يُدَلَهٗ وَاِنَّ سَيْفَ اللهِ لَمْ يَزَلْ مَغْمُوْدًا

ترجمہ ! لوگو تم عثمان رضی اللہ عنہٗ کو قتل نہ کرو۔ تم میں سے جو کوئی شخص ان کو قتل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ اللہ کی تلوار اب تک نیام میں ہے۔ لیکن اگر تم نے ان کو قتل کر دیا

---

[۱] رحمۃ للعالمین جلد دوم حاشیہ صفحہ ۹۹ بحوالہ الاستیعاب [۲] رحمۃ للعالمین جلد دوم حاشیہ ص ۹۹ بحوالہ الاستیعاب

وَاِنَّكُمْ وَاللّٰهِ اِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَيَسُلَّنَّهُ اللّٰهُ ثُمَّ لَا يُغْمِدُهُ عَنْكُمْ اَبَدًا وَمَا قُتِلَ نَبِيٌّ قَطُّ اِلَّا قُتِلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَلَا خَلِيْفَةٌ اِلَّا قُتِلَ بِهٖ خَمْسَةٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ اَلْفًا قَبْلَ اَنْ يَّجْتَمِعُوْا ؎

توخدا کی قسم وہ تلوار کو میان سے کھینچے گا۔ پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائے گی لوگو! جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو ستر ہزار مردم کو قتل کیا جاتا ہے اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو پینتیس ہزار جانوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ تب وہ قوم پھر جمع ہوتی ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی تقریر

باغیوں نے جب سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے مطالبات سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچانے کے لیے مجبور کیا اس وقت جناب مرتضیٰ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس طرح تقریر فرمائی۔

وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لَكَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا تَجْهَلُهٗ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاكَ بِشَيْءٍ فَنُخْبِرُكَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغُكَ هُوَ وَقَدْ رَاَيْتَ كَمَا رَاَيْنَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمَا صَحِبْنَا وَمَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ اَوْلٰى بِعَمَلِ الْحَقِّ

بخدا! میں نہیں جانتا کہ آپ سے کیا کہوں میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس کی آپ کو خبر نہ ہو۔ میں کوئی امر ایسا نہیں بتلا سکتا جس سے آپ واقف نہ ہو۔ جتنا علم آپ کو ہے۔ اتنا ہی ہم کو ہے ہم کو آپ پر کسی شے میں سبقت نہیں جس کی خبر آپ کو دے سکیں ہم نے آپ سے علیحدہ کچھ نہیں سیکھا جس کی اب تبلیغ کر سکیں جو کچھ ہم نے دیکھا وہ آپ نے دیکھا

؎ تاریخ الخلفاء سیوطیؒ

مِنْكَ وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشِيْجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ يَنَالَاهُ

جو ہم نے سُنا وہ آپ نے سُنا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے جیسا کہ ہم رہے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ بھی عمل حق میں آپ سے اولیٰ نہ تھے۔ آپ ان دونوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابتداری رکھتے ہیں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی عزت حاصل ہے۔ جو ان دونوں کو نہ تھی

ابو ثور جہنی کی ملاقات اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر

انہی ایام میں ایک روز ابوثور الجہنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا میں نے دس باتیں اللہ کے ہاں امانت رکھی ہیں:

۱۔ میں چوتھا مسلمان ہوں۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا۔ پھر دوسری میرے نکاح میں دے دی۔

۳۔ میں نے کبھی راگ نہیں گایا۔

۴۔ میں نے کبھی بُرائی کی خواہش نہیں کی۔

۵۔ جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اپنا دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگایا۔

۶۔ میں ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتا ہوں۔

۷۔ اگر کبھی جمعہ کو میرے پاس غلام نہیں ہوا تو اس کی قضا ادا کی۔

۸۔ کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔

؎ رحمۃ للعالمین جلد دوم حاشیہ ص ۱۰۰ بحوالہ نہج البلاغۃ ص ۱۲۵ مطبوعہ دارالسلطنت تبریز ۱۲۶۷ ہجری

۹- کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں زنا نہیں کیا۔

۱۰- اور میں نے قرآن شریف کو عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق جمع کیا۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ کی ملاقات اور ان کا مشورہ اور امیر المؤمنین رض کا جواب

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایام محاصرہ میں ایک دن آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کی کہ افسوس آپ پر خلیفہ ہو کر یہ مصیبت آئی ہوئی ہے۔ اب میں کچھ باتیں کہتا ہوں۔ آپ ان میں سے ایک بات کیجئے۔ (۱) باغی لوگوں سے قتال کیجئے۔ آپ کے مددگار بہت ہیں۔ آپ حق پر ہیں اور آپ کے مخالفین باطل پر ہیں۔ (۲) نہیں تو کسی دروازہ سے نکل کر مکہ معظمہ کی راہ لیجئے وہاں آپ کو بوجہ حرم لوگ کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ (۳) ورنہ شام کو تشریف لے جائیے وہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ آپ کی مدد کریں گے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں لڑائی کے لیئے نہ نکلوں گا۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ میں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر مسلمانوں کا کشت و خون کراؤں مکہ معظمہ جانا بھی مجھے پسند نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔

يُلْحِدُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ يَكُوْنُ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ الْعٰلَمِ فَلَنْ اَكُوْنَ اَنَا۔

قریش کا ایک شخص مکہ معظمہ میں فساد برپا کرے گا اس پر نصف عالم کا عذاب ہو گا۔ پس میں اس کا مورد بننا نہیں چاہتا۔

اور میں شام بھی جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں اپنے دار الہجرت اور ہمسائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت نہ کروں گا۔

ثمامہ بن حزن القشیری سے روایت ہے امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایام محاصرہ میں ایک روز چھت پر چڑھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا ان دونوں آدمیوں کو میرے سامنے لاؤ جو تم کو مجھ پر چڑھا کر لائے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں حاضر کیے گئے معلوم ہوتا تھا کہ دو اونٹ ہیں یا دو گدھے۔ آپ نے ان سے اس طرح تقریر فرمائی۔

۱- اُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِىْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِى الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِىْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ

میں تم کو خدا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں سوائے بیر رومہ کے پینے کے لیئے میٹھا پانی نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس کنوئیں کو کو خرید کر وقف کر دے اور اپنے ڈول کو جملہ مسلمانوں کے ڈول کا سا سمجھے اس کا بدلہ جنت سے چن لیا جائیگا۔ چنانچہ میں نے اُسے اپنے مال سے خرید کیا آج تم لوگ مجھے اس کنوئیں کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخدا درست ہے۔

پھر فرمایا:

۲- اُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ نمازیوں کے لیئے مسجد تنگ تھی۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْ بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَأَنْتُمْ تَمْنَعُوْنَ فِي الْيَوْمِ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ

۳۔ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ قَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ

۴۔ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيْضِ قَالَ فَرَكَزَهُ فَقَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ

نے فرمایا جو فلاں کی زمین کو خرید کر مسجد کو بڑھا دے۔ اس کو جنت میں چن کر بدلہ دیا جائیگا سو میں نے اصل مال سے اس زمین کو خرید کیا۔ آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخدا درست ہے پھر فرمایا:

میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ میں جیش عسرۃ (تبوک) کا سامان اپنے مال سے تیار کیا تھا جواب ملا بخدا سچ ہے۔ پھر فرمایا۔

میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کوہ ثبیر پر تشریف فرما تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اور ابوبکر اور عمر تھے۔ پہاڑ خوشی سے ہلنے لگا اور اس پر سے پتھر گرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا ثبیر ٹھہر جاؤ کیونکہ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ باغیوں نے پھر وہی جواب دیا۔ ہاں بخدا ٹھیک ہے۔

۵۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ شَهِدُوْا لِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا [1]

اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا میرے لیے شہادت ادا کر دی اور اب بخدا میں شہید ہوں۔ تین بار اسی جملہ کو دہرایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہدایت پر ہوں گے

ابی الاشعث الصنعانی سے روایت ہے کہ ملک شام میں خطیب خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی تھے پھر ایک شخص کھڑے ہوئے۔ جن کو مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سُنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان کا قریب ہونا بیان فرمایا۔ پھر ادھر سے ایک شخص مُنہ پر کپڑا اوڑھے گذرا۔ فرمایا وہ اس دِن یہ ہدایت پر ہوگا" میں نے اٹھ کر ان کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان کا چہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر کے عرض کی یہی ہیں۔ فرمایا ہاں یہی ہیں [2]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی چند صحابہ سے گفتگو اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قصہ

ایام محاصرہ میں ایک دن امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چند صحابہ سے جن میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کہا میں آپ لوگوں کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں مجھے اس کا صحیح صحیح جواب

---

[1] ابواب المناقب سُنن ترمذی کذا فی المشکوٰۃ باب مناقب عثمان ص ۵۶۱

[2] سنن ترمذی کذا فی المشکوٰۃ باب مناقب عثمان ص ۵۶۲

دیجیے گا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام قبائل سے قریش کو بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے اور تمام قریش میں سے بنی ہاشم کو۔

پھر فرمایا۔ اگر جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوتیں تو میں بنی اُمیہ کو دے دیتا۔ تاکہ وہ سب جنت میں داخل ہو جائیں۔ سب نے اس تقریر کو خاموشی سے سُنا پھر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو بلوایا۔ اور فرمایا۔ کیا میں آپ سے عمار کی بابت بیان کروں؟ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطحائے مکہ میں ٹہلتے ہوئے تشریف لا رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمار کے والد کے پاس سے گذرے ان دونوں کو کفار سخت عذاب دے رہے تھے۔ عمار کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ہمیشہ یہی حالت رہتی ہے فرمایا، صبر کرو۔ پھر ان کے لیئے دعا فرمائی۔

محاصرہ کے دِنوں میں آپ نے بیس غلام فی سبیل اللہ آزاد کیئے۔

شہادت

یوم شہادت کو آپ نے پاجامہ منگوا کر پہنا۔ اس سے پیشتر زمانہ جاہلیت و اسلام میں کبھی نہیں پہنا تھا۔ پھر کہا۔ میں نے آج رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا خواب میں دیکھا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی معیت میں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں۔ صبر کرو تم شام کو روزہ ہمارے پاس افطار کرو گے۔

اس کے بعد آپ نے تلاوت قرآن مجید شروع کر دی اور بحالت تلاوت ہی شہید کیئے گئے۔ خون کے قطرے آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر گرے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تدفین کی خدمات انجام دیں اور تاریکی شب میں ذوالنورین کو جنت البقیع کی آغوش میں لٹا دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ [1]

[1] اسد الغابہ ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

شہادت پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب امیر المؤمنین کی شہادت کی خبر سُنی تو فرمایا۔

لَقَدْ قَتَلُوْهُ وَاِنَّهٗ لَمِنْ اَوْصَلِهِمْ لِلرَّحِمِ وَاَتْقَاهُمْ لِلرَّبِّ [1]

تحقیق انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے اور پروردگار کا خوف کھانے والے تھے

سیدنا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو جب لوگوں نے آکر امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت سنائی تو فرمایا۔

تَبًّا لَكُمْ اٰخِرَ الدَّهْرِ [2]

اب تم پر ہمیشہ تباہی رہے گی۔

جناب امیر رضی اللہ عنہ کی ایک اور تقریر

قیس بن عبادہ کہتے ہیں کہ جنگِ جمل میں مَیں نے ایک روز سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَقْلِیْ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ وَاَنْكَرْتُ نَفْسِیْ وَجَاءُوْنِیْ لِلْبَيْعَةِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ قَوْمًا قَتَلُوْا عُثْمَانَ وَاِنِّیْ

الٰہی میں تیری جناب میں خون عثمان سے اپنی بریت کا اظہار کرتا ہوں۔ تحقیق عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے دِن میرے ہوش اُڑ گئے تھے اور میں نے اسے برا جانا اور میرے پاس لوگ بیعت کرنے آئے تو میں نے کہا خدا کی قسم مجھے تو شرم آتی

[1] ابواب المناقب سنن ترمذی مترجمہ نواب وحید الزمان غفر اللہ لہٗ

[2] رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۹۹ بحوالہ استیعاب۔

لَا سْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰہِ اَنْ اُبَایِعَ وَ
عُثْمَانَ لَمْ یُدْفَنْ بَعْدُ
فَانْصَرَفُوْا فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ
فَسَأَلُوْنِیَ الْبَیْعَۃَ قُلْتُ اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ مُشْفِقٌ مِمَّا اَقْدِمُ عَلَیْہِ
ثُمَّ جَآءَتْ عَزِیْمَۃٌ فَبَایَعْتُ
فَقَالُوْا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
فَکَاَنَّمَا صَدَعَ قَلْبِیْ وَقُلْتُ
اَللّٰھُمَّ خُذْ مِنِّیْ لِعُثْمَانَ حَتّٰی
تَرْضٰی۔

ہے کہ ایسی قوم سے بیعت لوں جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ایسی حالت میں کہ عثمان رضی اللہ عنہ، دفن بھی نہ ہوتے ہوں۔ اس کے بعد لوگ چلے گئے۔ پس جب وہ پھر لوٹ کر آئے اور پھر مجھ سے بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا الٰہی؛ ابھی میں اس کام پر جرأت کرنے سے ڈرتا ہوں پھر لوگ بضد ہو کر آئے تو میں نے بیعت لے لی۔ انہوں نے مجھے یا امیر المؤمنین کہا انہوں نے کہا تو سہی مگر اس خطاب نے میرے دل کو چاک کر دیا۔ اور میں نے کہا خدایا کچھ بھی ہو تو عثمان رضی اللہ عنہ کو مجھ سے راضی کر دے [1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اللہ کی تلوار میان میں تھی۔ لیکن آپ کی شہادت کے بعد میان سے ایسی نکلی کہ اب قیامت تک برہنہ ہی رہے گی۔

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اسلام حصن حصین میں تھا مگر قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے اس میں ایسا رخنہ پڑ گیا کہ اب قیامت تک بند نہ ہوگا۔ ان کے قتل سے خلافت مدینہ سے ایسی نکلی کہ اب واپس نہ آئے گی [2]

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرشتوں نے میدانِ جنگ میں مسلمانوں کی اعانت ترک کر دی [3]

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ [2] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ [3] تاریخ الخلفاء سیوطی رح

قاسم بن اُمیہ نے آپ کی شہادت پر ایک ہی شعر میں مرثیہ کہہ دیا ہے ؎

لَعُمْرِیْ لَبِئْسَ الذِّبْحَ ضَحَّیْتُمْ بِہٖ　　خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَوْمَ اَضَاحِیَا

لوگو! خدا کی قسم تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قربانی کے دن میں بہت بُری قربانی کی ہے۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعرِ خاص سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی ہیں۔

یَا قَاتَلَ اللّٰہُ قَوْمًا کَانَ اَمْرُھُمْ　　قَتْلُ الْاِمَامِ الزَّکِیِّ الطَّیِّبِ الرون

خدا اس قوم کو تباہ کرے۔ جس نے پاک طیّب برگزیدہ امام کو قتل کیا۔

مَا قَتَلُوْہُ عَلٰی ذَنْبٍ اَلَمَّ بِہٖ　　اِلَّا الَّذِیْ نَطَقُوْا ذُوْرًا وَلَمْ یَکُنٗ [1]

وہ کسی گناہ کی آلودگی سے قتل نہیں کیا گیا بلکہ لوگوں نے ان کے خلاف خود جھوٹی باتیں بنائیں جن کی کوئی اصل نہ تھی۔

ملک الشعراء دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

مَنْ سَرَّہُ الْمَوْتُ صِرْفًا لَا مِزَاجَ لَہٗ　　فَلْیَاْتِ مَاْوِیَۃً فِیْ دَارِ عُثْمَانَ

جو خالص موت دیکھنے کا آرزو مند ہو کہ اس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو اس کو چاہیئے کہ عثمان رضؓ کے گھر جائے۔

ضَحُّوْا بِاَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُوْدِ بِہٖ　　یُقَطِّعُ اللَّیْلَ تَسْبِیْحًا وَّقُرْاٰنًا

لوگوں نے اس شخص کو ذبح کر ڈالا جس کی پیشانی پر سجدہ کے نشان تھے اور تمام شب نماز اور تلاوتِ قرآن میں گزار دیا کرتا تھا۔

صَبْرًا فِدًی لَّکُمْ اُمِّیْ وَمَا وَلَدَتْ　　قَدْ یَنْفَعُ الصَّبْرُ فِی الْمَکْرُوْہِ اَحْیَانًا

---

[1] رحمۃ للعالمین جلد دوم حاشیہ ص ۱۰۱ بحوالہ نہج البلاغہ چھاپہ دار السلطنت تبریز ۱۲۶۷ ہجری

مسلمانو! صبر کرو تم پر میری ماں اور بھائی فدا ہوں بیشک مصیبت کے وقت صبر نفع بخشتا ہے۔

لَتَسْمَعُنَّ وَشِيْكًا فِيْ دِيَارِهِمْ　　اَللّٰهُ اَكْبَرُ يَا ثَارَاتِ عُثْمَانَا [1]

تم ضرور ان کے شہروں میں تاخت وتاراج کی خبر سنو گے اور اللہ اکبر کے ساتھ انتقام کے نعرے سنو گے۔

امام الشعبی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کعب بن مالک رض کی نظم سے بہتر میں نے کسی کے اشعار نہیں سُنے وہ فرماتے ہیں۔

فَكَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَهٗ　　وَاَيْقَنَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلٖ

اس نے اپنا ہاتھ روک کر دروازہ بند کر لیا اور یقین کر لیا کہ خدا غافل نہیں ہے۔

وَقَالَ لِاَهْلِ دَارٍ لَا تَقْتُلُوْهُمْ　　عَفَا اللّٰهُ عَنْ كُلِّ امْرِءٍ لَمْ يُقَاتِلٖ

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہدیا کہ دشمنوں کو قتل نہ کرو خدا اس کو معاف کرے گا جو مسلمان کو قتل نہیں کرتا۔

فَكَيْفَ رَاَيْتَ اللّٰهَ حَسَبَ عَلَيْهِمُ　　الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ بَعْدَ التَّوَاصُلٖ

پھر تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے ان پر کیسی مصیبت نازل کی یعنی باہمی الفت کے بعد باہمی بغض وعداوت میں مبتلا ہو گئے۔

فَكَيْفَ رَاَيْتَ الْخَيْرَ اَدْبَرَ بَعْدَهٗ　　عَنِ النَّاسِ اِدْبَارَ الرِّيَاحِ الْجَوَافِلٖ [2]

تو نے دیکھ لیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بھلائی لوگوں سے کیونکر پیٹھ پھیر کر چل دی گویا آندھی تھی کہ آئی اور نکل گئی۔

---

[1] اسد الغابہ ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[2] تاریخ الخلفاء سیوطی رح

شمائل و اخلاق

حلیہ وشبیہ

آپ میانہ قد اور خوبصورت تھے۔ ڈاڑھی کے بال گھنے تھے۔ رنگ میں سرخی بہت چمکتی تھی۔ دونوں شانوں میں بہت فاصلہ تھا۔ پنڈلیاں بھری ہوئیں، ہاتھ لانبے اور ان پر بال تھے۔ سر کے بال گھنگریالے اور کنپٹی سے نیچے تک تھے۔ دانت بہت خوشنما اور سونے کی تار سے بندھے ہوئے، بالوں میں زرد خضاب لگایا کرتے تھے۔

موسیٰ بن طلحہ کا بیان ہے۔

كَانَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ اَجْمَلَ النَّاسِ [1]　　عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں بڑھ کر جمیل تھے۔

عبداللہ بن مازنی کا قول ہے۔

رَاَيْتُ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ فَمَا رَاَيْتُ قَطُّ ذَكَرًا وَّلَا اُنْثٰى اَحْسَنَ وَجْهًا مِنْهُ۔　　میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ میں نے کسی مرد یا عورت کو ان سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ ہیں [2]

صفات وعادات

عبدالرحمٰن بن حاطب کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر حدیث بیان کرتے ہوئے ہیبت و عظمت چھا جاتی تھی۔ منکسر المزاج، متواضع اور زاہد۔ سخاوت میں مشہور تھے۔ نرم خو، صابر اور مستقل مزاج۔ اپنا کام خود کر لیا کرتے تھے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے [3] قبل اسلام بھی قریش میں صاحب ثروت، وجیہہ اور سخی مشہور تھے۔ جاہلیت

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رح

ہی میں اپنے نفس پر شراب حرام کر لی تھی اور زنا، چوری سے بھی نفور تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ رقیہ و سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہما کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے ان سے ہمیشہ خوش رہے۔ اکثر اوقات میں آپ نے کتابت وحی بھی کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اوّل اوّل آپ ہی نے حیص بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔

قوی الحفظ تھے۔ طہارت کا بہت خیال رکھتے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ رات کے ابتدائی حصہ میں آرام فرمالیتے تھے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ میں قحط پڑا آپ کے ہاں ایک دِن ملک شام سے ایک ہزار اونٹ اناج کے آئے۔ تجار آکر دس دس، پندرہ پندرہ گنا قیمت دینے لگے۔ فرمایا مجھے اس سے زیادہ مِلتا ہے۔ عرض کیا کون دیتا ہے؟ فرمایا یہ سب فقرائے مدینہ پر صدقہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سات سو گنا دینے کا وعدہ فرمایا ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے اسی شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سُرخ گھوڑے پر سوار ہیں دستِ مبارک میں ایک نورانی چھڑی ہے اور نعلین کے تسمے بھی نور کے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ فرمایا میں عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی میں جارہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک حور سے ان کی شادی کر دی ہے۔ انہوں نے فی سبیل اللہ ایک ہزار اونٹ صدقہ دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ ان سے قبول کر لئے ہیں۔

امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ حج و عمرہ بھی بکثرت کرتے تھے۔ اکثر آپ ایک عمرہ سے آتے اور پھر واپسی کے لیے سوار ہو جاتے۔ اقارب سے صلہ رحم بہت فرماتے اور صلہ رحمی میں اپنے ہمسروں سے ممتاز تھے۔

حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اکثر روزہ سے رہتے اور بحالت روزہ ہی شہید ہوئے۔ تلاوت قرآن اور عبادت بہت کیا کرتے تھے، پیشانی پر کثرتِ سجود سے نشان پڑ گئے تھے۔ تہجد کے وقت خود وضو کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دِن کسی نے کہا۔ آپ خدام کو کیوں نہیں حکم فرمایا کرتے۔ فرمایا کیا رات ان کے آرام کے لیے نہیں بنائی گئی؟[1]

اقوال

۱۔ آپ کا قول ہے غم دنیا ایک تاریکی ہے اور غم آخرت دِل میں ایک نور ہے۔

۲۔ فرمایا تارک دنیا خدا کا، تارک گناہ فرشتوں کا اور تارک طمع مسلمانوں کا محبوب ہوتا ہے۔

۳۔ فرمایا چار چیزیں بیکار ہیں (۱) وہ علم جو بے عمل ہو (۲) وہ مال جو خرچ نہ کیا جائے۔ (۳) وہ زہد جس سے دنیا حاصل کی جائے۔ (۴) وہ لمبی عمر جس میں سامان آخرت کچھ تیار نہ کیا جائے۔

۴۔ فرمایا مجھے دنیا میں تین باتیں پسند ہیں (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا (۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا (۳) قرآن مجید خود پڑھنا اور دوں کو پڑھانا

۵۔ فرمایا بظاہر چار باتوں میں ایک خوبی ہے مگر حقیقت میں چاروں کی تہ میں چار ضروری امر بھی ہیں۔ (۱) نیکوکاروں سے مِلنا ایک خوبی ہے مگر ان کا اتباع کرنا ایک ضروری امر ہے (۲) تلاوت قرآن مجید ایک خوبی ہے مگر اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (۳) مریض کی عیادت ایک خوبی ہے مگر اس کی وصیت کرانا ایک ضروری امر ہے (۴) زیارت قبور ایک خوبی ہے مگر وہاں کی تیاری کرنا ایک ضروری امر ہے۔

۶۔ فرمایا مجھے چار باتوں میں عبادت الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ (۱) فرائض کی ادائیگی

---

[1] ابواب المناقب سنن ترمذی حصہ دوم مترجمہ نواب وحید الزمان صاحب غفرلہٗ

میں (۲) حرام اشیاء سے پرہیز کرنے میں۔ (۳) امید اجر پر نیک کام کرنے میں (۴) اور خوف خدا سے برائیوں سے بچنے میں۔

۷۔ فرمایا متقی کی پانچ علامات ہیں۔ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا جس سے دین کی اصلاح ہو۔ شرمگاہ اور زبان کو قابو میں رکھنا۔ مسرت دنیا کو وبال خیال کرنا۔ شبہات کے خوف سے حلال سے بھی پرہیز کرنا۔ پس ایک میں ہی ہلاکت میں پڑا ہوں۔

۸۔ فرمایا یہ چیزیں بہت بیکار ہیں۔ وہ عالم جس سے کوئی سوال نہ کرے۔ وہ عمدہ عقل جس سے کچھ حاصل نہ کیا جائے۔ بیکار اور مستعمل ہتھیار۔ ویران مسجد۔ وہ قرآن جس پر تلاوت نہ کی جائے۔ وہ مال جو خرچ نہ کیا جائے۔ وہ گھوڑا جس پر سواری نہ کی جائے۔ علم زہد جو طالب دنیا کے پیٹ میں ہے۔ وہ عمر دراز جس میں توشۂ آخرت تیار نہ کیا جائے [1]

نقشِ خاتم :۔ آپ کی انگوٹھی پر نقش تھا: اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی [2]

مرویات

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ۱۴۶ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔ ہم تبرکاً دو تین احادیث نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ فِیْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَهٗ حِیْنَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا [3]

جو میری طرح وضو کرے (یعنی جس طرح میں نے کیا ہے) پھر اٹھ کر دو رکعت پڑھے کہ اس اثناء میں اس کے دل میں کوئی بیہودہ خیال نہ آئے۔ اس کے تمام گناہوں کی بخشش ہے جو اس وقت سے پہلے ہوئے

[1] منبہات ابن حجر عسقلانی [2] سیوطیؒ [3] مشارق الانوار بحوالہ صحیحین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب تین تین بار ہر ایک عضو کو دھویا تھا۔

۲۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ صَلَّی الْعِشَآءَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ وَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّهٗ [1]

جس نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی۔ گویا اس نے نصف رات تک عبادت کی اور جس نے صبح کی نماز با جماعت ادا کر لی گویا اس نے تمام شب عبادت کی۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ [2]

جو شخص یہ جانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس پر وہ مر گیا وہ جنت میں داخل ہوا۔

فضائل ومناقب

احادیث

سیدنا ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ فَقَالَ لِیْ یَا اَبَا مُوْسٰی اَمْلِكْ عَلَی الْبَابِ فَلَا یَدْخُلَنَّ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنٍ فَجَآءَ رَجُلٌ فَضَرَبَ

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں داخل ہوگئے۔ قضائے حاجت کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا ابا موسیٰ تم دروازہ پر ٹھہرو کوئی ایک شخص بھی میرے پاس بغیر اجازت داخل نہ ہو۔ اتنے میں

[1] مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم [2] مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم۔ کذا فی المشکوٰۃ کتاب الایمان۔

الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ قَالَ ائْذَنْ لِيْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ وَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ وَدَخَلَ فَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا عُثْمَانُ يَسْتَاْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى يُصِيْبُهٗ [1]

ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا کون ہے؟ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اجازت چاہتے ہیں فرمایا ان کو اجازت اور جنت کی بشارت دو۔ پھر ایک دوسرے آدمی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہے؟ کہا عمر رضی اللہ عنہ، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا ان کے لیئے دروازہ کھول دو اور اُن کو جنت کی بشارت دو میں نے ان کے لیئے دروازہ کھول دیا وہ داخل ہوئے میں نے انکو جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا کون کہا عثمان۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا ان کے لیئے دروازہ کھول دو۔ اور ان کو جنت کی بشارت دو مع بلوہ کے جو اُن پر کیا جائے گا۔

صحیحین کی ایک دوسری روایت میں ہے:

فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ

کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی خبر دی تو انہوں

[1] سنن ترمذی کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۶۳

قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔

نے پہلے الحمد للہ کہا اور پھر کہا اللہ المستعان خدا میرا مددگار ہوگا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ قَالَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرٌ مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ [1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم فرمایا اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ اہل مکہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر گئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کے کام میں لگا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیئے خود ان کے ہاتھوں سے بہتر تھا۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح لیٹے رہے وہ بات کرکے لوٹ گئے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور بات کرکے چلے گئے۔ پھر سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ بیٹھے کپڑے ٹھیک کرلیے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر و عمر

[1] سنن ترمذی ابواب المناقب۔ باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۶۱

رضی اللہ عنہما کے لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر نہیں بیٹھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اٹھ بیٹھے فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْیِیْ رَجُلًا تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ: — کیا میں ایسے شخص سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔ فرمایا:

اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ اَذِنْتُ لَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَالَۃِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِیْ حَاجَتِہٖ [1] — عثمان رضی اللہ عنہ بہت ہی شرمیلا ہے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ اگر ان کو ایسی حالت میں بلا لیا تو شاید وہ اپنا کام بھی مجھ سے بیان نہ کر سکیں گے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَا عُثْمَانُ اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہُ یُقَمِّصُکَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْکَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْ لَہُمْ [2] — اے عثمان رضی اللہ عنہ! شاید اللہ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ پس اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم اسے ہرگز نہ اتارنا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یُقْتَلُ ھٰذَا فِیْہَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ [3] — اس فتنہ میں عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم ہو کر قتل ہو گا۔

آثار صحابہؓ و تابعینؒ

امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔

[1] سنن ترمذی [2] ایضاً ترمذی [3] سنن ترمذی

مَنْ تَبَرَّءَ مِنْ دِیْنِ عُثْمَانَ فَقَدْ تَبَرَّءَ مِنَ الْاِیْمَانِ [1] — جس نے دین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزاری کا اظہار کیا وہ ایمان ہی سے بیزار رہا۔

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ ایک سال حج بیت اللہ میں کچھ مصریوں نے بعض آدمیوں کو بیٹھا دیکھ کر پوچھا۔ یہ شخص کون ہے؟ کہا گیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ایک مصری نے ان کے پاس آکر کہا۔ میں آپ سے کچھ سوال کرتا ہوں اور آپ کو اس گھر کی حرمت کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ سچ سچ بیان فرمائیں۔

۱۔ کیا عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن فرار ہو گئے تھے؟ فرمایا۔ ہاں

۲۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت الرضوان میں حاضر نہ تھے؟ فرمایا۔ ہاں

۳۔ کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں حاضر نہ تھے؟ فرمایا۔ ہاں

مصری نے کہا اللہ اکبر!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اب میں تمہارے سوالات پر روشنی ڈالتا ہوں۔ سنو جو لوگ احد میں بھاگ گئے تھے میں شہادت دیتا ہوں۔ بیشک اللہ نے ان کو معاف فرما دیا اور ان کو بخش دیا۔ بدر میں غائب ہونے کا سبب یہ ہے کہ ان کے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرما دیا تھا کہ تمہارا اجر اور حصہ اس شخص کے برابر ہے جو بدر میں شریک ہوا۔ اور بیعت الرضوان میں غیر حاضری کا سبب یہ ہے کہ اگر کوئی ایک بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مکہ میں عزت والا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بجائے اس کو روانہ فرماتے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ بیعت الرضوان ان کے مکہ چلے جانے کے بعد ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ سے فرمایا ھٰذِہٖ یَدُ عُثْمَانَ۔ یعنی یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اس کے ساتھ دوسرا

[1] رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۹۹ بحوالہ کتاب الاستیعاب

ہاتھ مار کر فرمایا ھٰذَا لِعُثْمَانَ ۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس تقریر کے بعد اس (مصری) سائل سے فرمایا جاؤ اپنا جواب اس تقریر کے ساتھ لیتے جاؤ۔[1]

آپ کی خصوصیات

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں دو خصوصیتیں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ ہیں ۔ اول شہادت کے وقت تک صبر کرنا ۔ دوم ایک مصحف (یعنی ایک رسم الخط کے مصحف) پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا۔[2]

جامع مناقب شیخین و عثمان رضی اللہ عنہم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے ۔

كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ[3]

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سب سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو بتلایا کرتے تھے ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

اُرِیَ اللَّیْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبُوْبَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ ۔

آج مرد صالح نے خواب دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا ۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تلے ۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے تلے ۔

[1] سنن ترمذی کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۶۲ ۔ ورواہ البخاری کتاب المناقب باب مناقب عثمان جلد اوّل ص ۵۲۳ [2] تاریخ الخلفا سیوطی رح [3] سیوطی بحوالہ صحیح بخاری

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اُٹھے تو ہماری رائے تھی کہ رجل صالح سے مراد خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ہم وزن ہونا خلافت نبوت ہے ۔[1]

امام محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ :

قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ خَشِيْتُ اَنْ يَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ[2]

ایک دفعہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ۔ میں نے کہا پھر کون ۔ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ ۔ پھر مجھے خیال ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہ لے دیں لہٰذا میں نے خود ہی کہا پھر آپ ہیں ۔ فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں ۔

امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

نام و نسب

آپ کا نسب علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن فہر بن مالک بن نضر ہے ۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمیہ ہیں ۔ آپ کے والد ابی طالب اپنی قوم میں نامدار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصر و مددگار تھے ۔

[1] مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد [2] تاریخ الخلفا سیوطی بحوالہ صحیح بخاری جلد اوّل ص ۵۱۸ کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۵۵ ۔

شیرِ خدا کی کنیتیں ابوالحسن اور ابوتراب تھیں۔ مؤخرالذکر کنیت آپ کو بہت محبوب تھی اگر کوئی آپ کو اس سے پکارتا تو بہت مسرور ہوتے۔

اسلام

قبولِ اسلام کے متعلق سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خود اپنا قول ہے کہ

بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاَسْلَمْتُ یَوْمَ الثَّلَاثِ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو مبعوث ہوئے اور میں سہ شنبہ کو اسلام لایا۔

اس وقت آپ کی عمر آٹھ نو سال کی تھی۔

حالات

جنگ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ سوائے اس جنگ کے باقی تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ آپ کی شجاعت کے کارنامے مشہور ہیں۔ عشرہ مبشرہ کے نامور رکن ہیں۔ مواخات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ حسن بن زید بن حسن کا قول ہے کہ آپ نے بچپن میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی۔

شب ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو لوگوں کی امانتیں ادا کرنے کے بعد آپ بھی مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جنگ احد میں آپ کے ۱۶ زخم لگے تھے، جنگ خیبر میں لشکر کا جھنڈا انہی کو عنایت ہوا تھا۔ اور قلعہ قموص جو خیبر کے سب قلعوں میں مضبوط تھا۔ آپ ہی کی بسالت و شجاعت سے فتح ہوا تھا۔ علم و زہد اور خطابت و نجابت اور فصل و قضایا میں مشہور و ممتاز تھے۔

خلافت

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اسی دن مدینہ منورہ میں آپ کے دستِ مبارک پر بیعت خلافت کی گئی۔

۳۶ سنہ ہجری میں جنگ جمل ہوئی اور صفر ۳۷ سنہ ہجری میں سیدنا معاویہ

رضی اللہ عنہ سے معرکہ آرائی اور جنگ صفین واقع ہوئی۔

اسی سال فرقہ خوارج پیدا ہوا اور ان سے جنگ ہوئی۔

شہادت

۱۷ رمضان المبارک ۴۰ سنہ ہجری کی صبح کو جناب امیر المومنین اشقی الناس ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہادت کی صبح کو امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ امشب مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ آپ کی امت سے مجھے تکلیف پہنچی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کے حق میں دعا کیوں نہیں کرتے۔ چنانچہ میں نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اَبْدِلْنِیْ خَیْرًا لِّیْ مِنْھُمْ وَاَبْدِلْھُمْ بِیْ شَرًّا لَّھُمْ مِنِّیْ

الٰہی مجھے ان لوگوں کا بدل بخش جو میرے لیے ان سے بہتر ہوں اور ان کو ایسا بدل بخش جو ان کے حق میں مجھ سے برا ہو۔

اکثر صحابہ و تابعین نے اس حادثہ جانکاہ پر اپنے دلی رنج و الم کو اشعار میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسمٰعیل بن محمد حمیری تابعی کہتے ہیں۔

سَائِلْ قُرَیْشًا بِہٖ اِنْ کُنْتَ عَازِمَہٗ مَنْ کَانَ اَثْبَتَھَا فِی الدِّیْنِ اَوْتَادًا

اے شخص اگر تجھے طلب ہے تو قریش سے سوال کر کہ دین میں کون سب سے زیادہ طاہر و پاک ہے۔

مَنْ کَانَ اَقْدَمَ اِسْلَامًا وَّاَکْثَرَھَا عِلْمًا وَّاَطْھَرَھَا اَھْلًا وَّاَوْلَادًا

اسلام میں کون سب سے زیادہ قدیم اور کثیر العلم تھا اور کس کے اہل و عیال سب سے زیادہ طاہر و پاک تھے۔

مَنْ کَانَ وَحَّدَ اللّٰہَ اِذْ کَانَتْ مُکَذِّبَۃً تدعوا من اللّٰہ اَوْثَانًا وَّاَنْدَادًا

کس نے خدا کو ایک کہا جبکہ لوگ خدا کو جھٹلاتے اور بتوں اور دوسرے شرکاء کو پکارتے تھے

مَنْ كَانَ يَقْدِمُ فِي الْهَيْجَاءِ إِنْ نَكَلُوا عَنْهَا وَإِنْ يَبْخَلُوا فِي أَزْمَتِهِ جَادَا

کون میدانِ جنگ میں نکلا کرتا تھا جبکہ اور لوگ سست ہو جاتے تھے اور کون سخاوت کرتا تھا جبکہ اور لوگ بخل کیا کرتے تھے۔

مَنْ كَانَ أَعْدَلُهَا حُكْمًا وَأَبْسَطُهَا كَفًّا وَأَصْدَقُهَا وَعْدًا إِذَا وَعَدَا

حکم میں کون زیادہ عادل اور سخاوت میں کون زیادہ بڑھا ہوا تھا اور قول و قرار میں کون زیادہ سچا تھا۔

ابوالاسود دوئلی کے اشعار ہیں:

أَلَا يَا عَيْنُ وَيْحَكِ أَسْعِدِينَا أَلَا تَبْكِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَا

اے آنکھ ہماری کچھ مدد کر تو امیر المومنین کے لئے کیوں نہیں روتی۔

وَتَبْكِي أُمُّ كُلْثُومٍ عَلَيْهِ بِعَبْرَتِهَا وَقَدْ رَأَتِ الْيَقِينَا

ام کلثوم ان کے لیے آنسوؤں سے رو رہی ہیں اور ان کی موت پر گریہ و زاری کر رہی ہیں۔

أَلَا قُلْ لِلْخَوَارِجِ حَيْثُ كَانُوا فَلَا قَرَّتْ عُيُونُ الْحَاسِدِينَا

خوارج کو جہاں کہیں بھی ہوں کہہ دو۔ خدا کرے حاسدوں کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہو

أَفِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَجَعْتُمُونَا بِخَيْرِ النَّاسِ طُرًّا أَجْمَعِينَا

کیا تم نے شہر حرام میں ہی اس کی جدائی کا رنج پہنچانا تھا جو سب سے زیادہ نیک تھا تم نے اسے قتل کر دیا۔

قَتَلْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا فَذَلَّلَهَا وَمَنْ رَكِبَ السَّفِينَا

تم نے اسے قتل کر دیا جو بحر و بر میں سواری کرنے والوں سے بہتر تھا۔

وَمَنْ لَبِسَ النِّعَالَ وَمَنْ حَذَاهَا وَمَنْ قَرَأَ الْمَثَانِيَ وَالْمُبِينَا

اور جو پیادہ پا (برہنہ ہوں یا کفش پوش) چلنے والوں اور قرآن پڑھنے والوں سے بہتر تھا۔

وَكُلُّ مَنَاقِبِ الْخَيْرَاتِ فِيهِ وَحُبُّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَا

تمام فضایل ان میں جمع تھے۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ حَيْثُ كَانَتْ بِأَنَّكَ خَيْرُهُمْ حَسَبًا وَدِينَا

تمام قریش جانتے ہیں۔ وہ ان سب سے دین و حسب میں بہتر تھے۔

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ وَجْهَ أَبِي حُسَيْنٍ رَأَيْتَ الْبَدْرَ رَاقَ النَّاظِرِينَا

علی کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ماہ کامل ناظرین کو محو کر رہا ہے۔

وَكُنَّا قَبْلَ مَقْتَلِهِ بِخَيْرٍ نَرَى مَوْلَى رَسُولِ اللهِ فِينَا

اور ہم ان کی شہادت سے قبل اچھی حالت میں تھے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے میں دیکھا کرتے تھے۔

يُقِيمُ الْحَقَّ لَا يَرْتَابُ فِيهِ وَيَعْدِلُ فِي الْعِدَى وَالْأَقْرَبِينَا

وہ حق کو قائم رکھنے والے تھے اور اس میں شک نہ کرتے تھے وہ اعداء اور اقارب دونوں سے عدل کرتے تھے۔

وَلَيْسَ بِكَاتِمٍ عِلْمًا لَدَيْهِ وَلَمْ يُخْلَقْ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَا

جو علم ان کے پاس تھا اس کو چھپاتے نہ تھے اور وہ مغرور و متکبر لوگوں میں سے نہ تھے

وَكَانَ النَّاسُ إِذْ فَقَدُوا عَلِيًّا نَعَامٌ حَارَ فِي بَلَدٍ سِنِينَا

لوگوں نے جب علی کرم اللہ وجہہ کو کھو دیا تو وہ قحط زدہ رقبہ کے سرگرداں شتر مرغ جیسے ہو گئے۔

فَلَا تَشْمَتْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَخْرٍ فَإِنَّ بَقِيَّةَ الْخُلَفَاءِ فِينَا[1]

---

[1] اسد الغابہ فی احوال الصحابہ ذکر علی ابن ابی طالب و تاریخ الخلفاء سیوطی؟

لوگو! اب معاویہ بن صخر کو برا نہ کہو۔ کیونکہ اب وہ ہی ہم میں خلفاء کی یادگار ہیں۔

حلیہ آپ میانہ قد مائل بہ پستی سر پر کم اور باقی جسم پر بکثرت بال تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی۔ سفید رو تھے۔

خصائص و عادات

شرف و مزیّت سیّدنا عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

كَانَ لِعَلِيٍّ مَا شِئْتَ مِنْ ضَرْسٍ قَاطِعٍ فِي الْعِلْمِ وَكَانَ لَهُ الْبَسْطَةُ فِي الْعَشِيْرَةِ وَالْقِدَمُ فِي الْاِسْلَامِ وَالصِّهْرُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفِقْهُ فِي السُّنَّةِ وَالنَّجْدَةُ فِي الْحَرْبِ وَالْجُوْدُ فِي الْمَالِ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں علم کی کامل پختگی و مضبوطی تھی اور قبائل میں ان کو عزت حاصل تھی۔ ان کو قدامت اسلام اور دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل تھا نیز سنت میں فقاہت اور جنگ میں نجدت و شجاعت اور مال میں جود و سخاوت کی فضیلت حاصل تھی۔

انکسار ایک شخص نے مبالغہ سے آپ کی تعریف کی تو فرمایا۔

لَسْتُ كَمَا تَقُوْلُ اَنَا فَوْقَ مَا فِي نَفْسِكَ۔

یعنی میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تم کہتے ہو جو کچھ تمہارے دل میں ہے میں اس سے فائق نہیں ہوں۔

توکّل ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے لگے کسی نے کہا دیوار گرنے والی ہے فرمایا:

اِمْضِ كَفٰى بِاللّٰهِ حَارِسًا

تم اپنی راہ لو میری حفاظت کرنے والا خدا کافی ہے۔

ذکاوت کسی نے کہا خدا تمہیں ہلاک کرے۔ فرمایا۔ مگر تیرے سینہ پر۔

علم و کمال سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

عَلِيٌّ اَقْضَانَا

علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے بڑھ کر قاضی (جج) ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيٌّ رض

ہم کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں علی کرم اللہ وجہہ سب سے بڑھ کر قاضی ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ان کے یہ الفاظ ہیں۔

اَفْرَضُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَقْضَاهَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ۔

اہل مدینہ میں علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قضا اور علم فرائض میں سب سے بڑھ کر ہیں۔

سیّد التابعین سعید بن المسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ صحابہ میں سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں جس نے یہ کہا ہو سَلُوْنِيْ مَا شِئْتُمْ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔

اَمَا اِنَّهُ اَعْلَمُ مَنْ بَقِيَ بِالسُّنَّةِ [1]

اب علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھ کر سنت کا عالم کوئی باقی نہیں رہا۔

ابوالاسود دوئلی کہتے ہیں کہ میں ایک دن سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا دیکھا متفکر بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ امیر المومنین متفکر کیوں ہو؟ فرمایا میں نے تمہارے شہر والوں کو دیکھا۔ بولنے میں غلطی کرتے ہیں۔ لہذا میرا خیال ہے کہ اصول عربیت میں کچھ تصنیف کر دوں۔ میں نے عرض کی اگر آپ ایسا کر دیں تو ہمارا احیا فرمائیں

---

[1] ماخوذ از تاریخ الخلفا سیوطی و اسد الغابہ فی احوال الصحابہ و سنن ترمذی و مشکوٰۃ ابواب المناقب ۱۲

گے اور ہم میں یہ زبان باقی رہ جائے گی پھر تین دن بعد میں حاضر ہوا میرے سامنے ایک کاغذ پھینک دیا اس پر تحریر تھا۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلْکَلَامُ کُلُّہٗ اِسْمٌ وَّفِعْلٌ وَّحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَا اَنْبَاءَ عَنِ الْمُسَمّٰی وَالْفِعْلُ مَا اَنْبَاءَ عَنْ حَرْکَۃِ الْمُسَمّٰی وَالْحَرْفُ مَا اَنْبَاءَ عَنْ مَعْنًی لَیْسَ بِاِسْمٍ وَّلَا فِعْلٍ۔

کلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ اسم، فعل، حرف سو اسم وہ ہے جو مسمّٰی کی خبر دے اور خبر وہ ہے جو مسمّٰی کی حرکت بتائے اور حرف وہ ہے جو معنے بتلائے لیکن اسم ہو نہ فعل۔

پھر فرمایا۔ اگر کچھ تیرے خیال میں آئے وہ اس پر ایزاد کر دینا۔ پھر فرمایا ابوالاسود چیزیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر پوشیدہ، ظاہر نہ پوشیدہ۔ پھر میں چلا آیا۔ اور کچھ میں نے بھی اس میں اضافہ کیا۔ ازاں جملہ اَنَّ ۔ لَیْتَ ۔ لَعَلَّ حرف ناصبہ تھے۔ میں نے ان کی اقسام تیار کیں۔ اور اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ فرمایا کَاَنَّ کیوں شامل نہیں کیا۔ میں نے کہا میرے نزدیک حرف ناصبہ نہیں۔ فرمایا یہ بھی ناصبہ ہے۔ چنانچہ میں نے یہ بھی ان میں ایزاد کر دیا۔

ابوالاسود سے یہ بھی روایت ہے کہ اس کی ابتداء عمر فاروق رضؓ نے کی تھی۔ انہوں نے یہ بتلایا تھا کہ ہر ایک فاعل مرفوع، ہر ایک مفعول منصوب اور ہر ایک مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے [1]

میراث مخنثؔ کا مسئلہ اور صحابہ کا باوجود مخالفت آپس میں استفسار کرنا

ایک بار سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے آپ سے دریافت فرمایا کہ خنثیٰ مشکل کے متعلق کیا

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رح

حکم ہے؟ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا جس عضو سے وہ پیشاب کرتا ہے۔ اسی پر حکم میراث جاری ہو گا۔ پھر فرمایا خدا کا شکر ہے کہ میرا مخالف بھی مجھ سے استفسار کرتا ہے [1]

مسئلہ خلافت

امام حسن بصری رح سے روایت ہے کہ جب آپ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عباد، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عہد کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ خلیفہ ہوں گے۔ لہٰذا جناب ہمیں حقیقت الامر سے آگاہ فرمائیں۔ اس امر کی تحقیق میں جناب سے زیادہ ثقہ کون ہو سکتا ہے؟

امیر المومنین نے فرمایا:

اَمَا اَنْ یَّکُوْنَ عِنْدِیْ عَھْدٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللہِ لَئِنْ کُنْتُ اَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ بِہٖ فَلَا اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ کَذَبَ عَلَیْہِ وَلَوْ کَانَ عِنْدِیْ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَھْدٌ فِیْ ذٰلِکَ مَا تَرَکْتُ اَخَابَنِیْ تَیْمِ بْنِ مُرَّۃَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْمَانِ عَلٰی مِنْبَرِہٖ لَقَاتَلْتُھُمَا بِیَدِیْ وَلَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا بُرْدِیْ ھٰذَا وَلٰکِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بخدا یہ تو غلط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی عہد لیا تھا۔ جب میں نے سب سے اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تو سب سے اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کیوں بولوں۔ اگر آپ کا کوئی مجھ سے عہد ہوتا تو ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کو کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہونے دیتا۔ بلکہ ان کے ساتھ میں بذاتِ خود جنگ کرتا خواہ ایک بھی میرا ساتھ نہ دینے والا ہوتا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوال

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رح

وَلَمْ يُقْتَلْ قَتْلاً وَلَمْ يَمُتْ فَجَاءَةً
مَكَثَ فِي مَرَضِهِ اَيَّاماً وَلَيَالِيَ يَاتِيْهِ
الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ
فَيَاْمُرُ اَبَا بَكْرٍ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ
وَهُوَ يَرٰى مَكَانِيْ وَلَقَدْ اَرَادَتِ
امْرَاَةٌ مِّنْ نِسَائِهِ اَنْ تَصْرِفَهُ
عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَبٰى وَغَضِبَ وَقَالَ
اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا
اَبَا بَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَبَضَ اللّٰهُ
نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْنَا
فِيْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَ
نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِدِيْنِنَا وَكَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلُ
الْاِسْلَامِ وَهُوَ اَمِيْرُ الدِّيْنِ وَقِوَامُ
الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا اَبَا بَكْرٍ وَّكَانَ
لِذٰلِكَ اَهْلاً لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ
مِنَّا اِثْنَانِ وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا
عَلٰى بَعْضٍ وَّلَمْ يَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَاءَ
فَاَدَّيْتُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ حَقَّهُ وَعَرَفْتُ
لَهُ طَاعَتَهُ وَغَزَوْتُ مَعَهُ فِيْ
جُيُوْشِهِ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ

پر غور کرو۔ اب یہ بھی غور کرو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل یا موت ناگہانی پیش نہیں آئی تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو دنوں تک بیمار رہے۔ ہر وقت مؤذن نماز کی اجازت لینے آیا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ایک نے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا تو آپ نے انکار کیا اور غصہ سے فرمایا کہ تم یوسف علیہ السلام کی سہیلیوں جیسی ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہی نماز پڑھائیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو ہم سب نے اپنی امارت کے بارہ میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے لیے قبول کر لیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا کیونکہ نماز خالص دینی کام ہے دین کی جڑ اور دین کا بچاؤ ہے۔ پس ہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی جس کے وہ لائق تھے اسی لیے ہم میں سے کسی ایک نے بھی اختلاف

الْحُدُوْدَ بِسَوْطِيْ فَلَمَّا قُبِضَ وَلَّاهَا
عُمَرُ فَاَخَذَهَا لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ
مِنَّا اِثْنَانِ وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا
عَلٰى بَعْضٍ وَلَمْ يَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَاءَ
فَاَدَّيْتُ اِلٰى عُمَرَ حَقَّهُ وَعَرَفْتُ
لَهُ طَاعَتَهُ وَغَزَوْتُ مَعَهُ فِيْ
جُيُوْشِهِ وَكُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِيْ
وَاَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِيْ وَاَضْرِبُ
بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِيْ
فَلَمَّا قُبِضَ تَذَكَّرْتُ فِيْ نَفْسِيْ
قَرَابَتِيْ وَسَابِقَتِيْ وَفَضْلِيْ وَاَنَا
اَظُنُّ اَنْ لَّا يَعْدِلَ بِيْ وَلٰكِنْ خَشِيَ
اَنْ لَّا يَعْمَلَ الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهُ
ذَنْباً اِلَّا لَحِقَهُ فِيْ قَبْرِهِ فَنَوٰى
مِنْهَا اِلٰى رَهْطٍ مِّنْ قُرَيْشٍ مِنْهُ
اَنَا اَحَدُهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعَ الرَّهْطُ
ظَنَنْتُ اَنْ لَّا يَعْدِلُوْا بِيْ فَاَخَذَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ مَوَاثِيْقَنَا
اَلَّا اَنْ نَسْمَعَ وَنُطِيْعَ لِمَنْ وَلَّاهُ
اللّٰهُ اَمْرَنَا ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِ عُثْمَانَ
بْنِ عَفَّانَ وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى

نہ کیا اور کسی ایک نے بھی دوسرے کے خلاف بات نہ کہی اور نہ کوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوا۔ اسی لیے میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق بیعت ادا کیا اور ان کی اطاعت کی اور ان کے لشکر میں شامل ہو کر ان کی طرف سے لڑا اور ان کے سامنے اپنے دُرّہ سے حدود جاری کرتا رہا۔ انہوں نے بوقتِ انتقال ہم پر عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا۔ وہ خلیفہ ہوتے اور ہم میں سے کسی نے بھی ان کا خلاف نہ کیا اور نہ کوئی ان سے بیزار ہوا۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ، کا حق بھی ادا کیا۔ اظہار اطاعت کیا اور اس کے لشکروں میں مِل کر جہاد کیے وہ مجھے کچھ دیتے تو میں لے لیا کرتا وہ مجھے جہاد کو بھیجتے تو میں جایا کرتا اور ان کی تعمیل کرتا جب ان کا انتقال ہوا تب میں نے اپنے دِل میں غور کیا اور اپنی قرابت، سبقت الی الاسلام اور جملہ اعمال و فضایل پر نظر کی تو مجھے خیال ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرگز میری خلافت سے اعراض نہیں کیا لیکن وہ ڈرے کہ کہیں ان کے مقرر کردہ

بِيَدِهٖ فَتَذَاكَرْتُ فِي اَمْرِي فَاِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي وَاِذَا مِيْثَاقِي قَدْ اَخَذَ لِغَيْرِي فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ فَاَدَّيْتُهٗ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِي جُيُوْشِهٖ وَكُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِي وَاَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِي وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِي فَلَمَّا اُصِيْبَ نَظَرْتُ فِي اَمْرِي فَاِذَا الْخَلِيْفَتَانِ اللَّذَانِ اَخَذَهَا بِعَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمَا بِالصَّلٰوةِ قَدْ مَضَيْنَا وَهٰذَا الَّذِي قَدْ اُصِيْبَ فَبَايَعَنِي اهل الحرمين فَبَايَعَنِي اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ وَاَهْلُ هٰذَيْنِ الْمِصْرَيْنِ فَوَثَبَ فِيْهَا مَنْ لَيْسَ مِثْلِي وَلَا قَرَابَتُهٗ كَقَرَابَتِي وَلَا عِلْمُهٗ كَعِلْمِي وَلَا سَابِقَتُهٗ كَسَابِقَتِي وَكُنْتُ اَحَقَّ بِهَا مِنْهُ [1]

خلیفہ کا گناہ خود ان کی قبر تک نہ پہنچے چنانچہ انہوں نے خود کو اپنی اولاد کو خلافت کے متعلق علیحدہ رکھا۔ اگر آپ بخشش و عطایا کا اصول اختیار فرماتے تو اپنے بیٹے سے بڑھ کر کسی کو مستحق نہ سمجھتے۔ غرض انتخاب اب قریش کے چند شخصوں میں رکھ دیا گیا جن سے ایک میں بھی تھا۔ جب لوگ انتخاب کے لیے جمع ہوتے تو میں نے خیال کیا کہ لوگ مجھ سے تجاوز نہ کریں گے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے ہم سے عہد و پیمان لیے کہ جو کوئی شخص خلیفہ مقرر کیا جائے ہم اس کی اطاعت کریں گے پھر انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے غور کیا کہ میرا اقرار اطاعت میری بیعت پر مقدم تر ہے اور میرا میثاق دوسرے کے حق میں موجود ہے۔ لہٰذا میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اور میں نے ان کا حق بیعت ادا کیا۔ اور میں ان کے سامنے اظہار اطاعت کرتا۔ مجھے وہ جس لشکر میں بھیجتے میں اس

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رح

میں جا کر جہاد کرتا اور جب وہ مجھے کچھ دیتے تو میں لے لیا کرتا اور ان کے سامنے میں حدود کی تعمیل جاری کرتا تھا۔ جب وہ نشانہ مصیبت بنے تو میں نے دیکھا اور خیال کیا کہ وہ دونوں تو گذر گئے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امام بنایا تھا اور وہ بھی جس کے لیے مجھ سے لے عدہ لے لیا گیا تھا۔ اس وقت اہل حرمین اور ان دو شہروں (یعنی کوفہ و بصرہ) کے باشندوں نے میری بیعت کر لی۔ اب اس امر میں ایک شخص میرا مقابل بن گیا ہے جو میرے مقابل کا نہیں ہے۔ جسے نہ قرابت رسول میں میرے ساتھ کوئی برابری ہے۔ نہ علم میں اور نہ سبقت الی الاسلام میں اور میں ہر حالت میں اس سے بڑھ کر مستحق خلافت ہوں۔

اقوال

جناب امیر علیہ السلام کا قول ہے:

۱۔ يَا حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ اِعْمَلُوْا بِهٖ فَاِنَّمَا الْعَالِمُ مَنْ عَلِمَ ثُمَّ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَوَافَقَ عِلْمُهٗ عَمَلَهٗ وَسَيَكُوْنُ اَقْوَامٌ يَحْمِلُوْنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَيُخَالِفُ سَرِيْرَتُهُمْ وَيُخَالِفُ عَمَلُهُمْ عِلْمَهُمْ يَجْلِسُوْنَ حِلَقًا فَيُبَاهِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ يَغْضِبُ عَلٰى جَلِيْسِهٖ اَنْ يَجْلِسَ اِلٰى غَيْرِهٖ وَيَدَعُهٗ۔

اے حاملین قرآن! قرآن پر عمل کرو۔ کیونکہ عالم وہی ہے جس نے علم حاصل کیا اور اپنے علم کو عمل سے موافق کیا۔ عنقریب قومیں آئیں گی علم حاصل کریں گی جو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا اور ان کا باطن ان کے خلاف ہوگا۔ ان کے اعمال ان کے علم کے خلاف ہوں گے۔ وہ حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر کریں گے یہاں تک کہ ایک شخص اپنے جلیس پر اس لیے خفا ہوگا کہ وہ دوسرے کے پاس کیوں جا بیٹھا اور اسے چھوڑ دیگا۔

۲۔ اور فرمایا قِرَأَتُكَ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَأَةُ الْعَالِمِ عَلَيْكَ سَوَاءٌ

۳۔ اور فرمایا: اَلْفَقِيْهُ مَنْ لَمْ يُقَنِّطُ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِيْ مَعَاصِي اللّٰهِ وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَلَمْ يَدَعِ الْقُرْاٰنَ رَغْبَةً عَنْهُ اِلٰى غَيْرِهِ اِنَّهُ لَا خَيْرَ فِيْ عِبَادَةٍ لَا عِلْمَ فِيْهَا وَلَا عِلْمَ لَا فَهْمَ مَعَهُ وَلَا تَدَبُّرَ فِيْهَا۔

۴۔ فرمایا: خَمْسٌ خُذُوْهُنَّ عَنِّيْ لَا يَخَافَنَّ اَحَدٌ اِلَّا مِنْ ذَنْبِهِ وَلَا يَرْجُوْا اِلَّا رَبَّهُ وَلَا يَسْتَحِيْ مَنْ لَّا يَعْلَمُ اَنْ يَّتَعَلَّمَ وَلَا يَسْتَحِيْ مَنْ يَّعْلَمُ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ وَاِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاْسِ عَنِ الْجَسَدِ

۵۔ فرمایا: كُوْنُوْا بِقَبُوْلِ الْعَمَلِ

تم عالم کو پڑھ کر سناؤ یا عالم تمہیں پڑھ کر سنائے دونوں برابر ہیں۔

فقیہ کامل وہ ہے جو لوگوں کو رحمتِ باری سے نا امید نہ کرے اور نہ ہی ان کو گناہوں کی رخصت دے دے اور نہ ان کو عذاب الٰہی سے بے خوف کر دے اور نہ ہی قرآن سے بے رغبت ہو کر دوسری شے پر مائل ہو جائے۔ عبادت میں بغیر علم کے بھلائی نہیں علم بغیر فہم کے کچھ نہیں اور وہ قرآت ہی نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

پانچ باتیں ہیں مجھ سے حاصل کر لو۔ (۱) انسان کو اپنے گناہ کے سوا کسی چیز سے بھی خوف نہ کرنا چاہیئے (۲) اور بجز اپنے پروردگار کے کسی سے امید نہ رکھنی چاہیئے جسے علم نہ ہو اسے سیکھنے میں شرم نہ رکھنی چاہیئے (۳) اگر عالم سے کسی ایسی بات کا سوال کیا جائے جسے وہ نہیں جانتا تو وہ واللہ اعلم کہنے میں شرم نہ کرے (۴) صبر کا ایمان میں وہی درجہ ہے جو سر کا بدن میں ہے۔

قبول عمل میں سخت اہتمام کیا کرو

اَشَدَّ اِهْتِمَامًا مِنْكُمْ بِالْعَمَلِ فَاِنَّهُ لَنْ يُّقْبَلَ عَمَلٌ اِلَّا مَعَ التَّقْوٰى۔

۶۔ فرمایا: اَلتَّوْفِيْقُ خَيْرُ قَائِدٍ وَحُسْنُ الْخُلُقِ خَيْرُ قَرِيْنٍ وَالْعَقْلُ خَيْرُ صَاحِبٍ وَالْاَدَبُ خَيْرُ مِيْرَاثٍ وَالْوَحْشَةُ اَشَدُّ مِنَ الْعُجْبِ

۷۔ فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّنْصِفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ فَلْيُحِبَّ لَهُمْ مَا لِنَفْسِهِ۔

۸۔ فرمایا: اِنَّ لِلنَّكَبَاتِ نِهَايَاتٌ لَا بُدَّ لِاَحَدٍ اِذَا نُكِبَ مِنْ اَنْ يَّنْتَهِيَ اِلَيْهَا فَيَنْبَغِيْ لِلْعَاقِلِ اِذَا اَصَابَتْهُ نَكْبَةٌ اَنْ يَّنَامَ لَهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ مُدَّتُهَا فَاِنَّ فِيْ دَفْعِهَا قَبْلَ اِنْقِضَاءِ مُدَّتِهَا زِيَادَةٌ فِيْ مَكْرُوْهِهَا۔

۹۔ فرمایا: اَلْقَرِيْبُ مَنْ قَرَّبَهُ الْمَوَدَّةُ وَاِنْ بَعُدَ نَسَبُهُ وَالْبَعِيْدُ مَنْ بَاعَدَتْهُ الْعَدَاوَةُ وَاِنْ قَرُبَ نَسَبُهُ وَلَا شَيْءَ اَقْرَبُ مِنْ يَدٍ وَّجَسَدٍ وَاِنَّ الْيَدَ اِذَا فَسَدَتْ

کیونکہ بغیر عمل تقویٰ قبول نہیں ہوتا۔

توفیق اچھی راہ نما ہے اور حسن خلق نیک ہم نشین اور عقل عمدہ مصاحب اور ادب نیک میراث ہے اور وحشت عزور سے بھی زیادہ بُری ہے۔

جو لوگوں میں انصاف کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ ان کے لیئے وہی بات پسند کرے جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔

مصائب کی انتہائیں بھی ہوتی ہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو انتہا کو ضرور پہنچتی ہے پس عاقل کو چاہیئے کہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو تو اس پر صبر کرے کیونکہ اس مدت انتہا سے پیشتر اسے دفع کرنے میں اس کی برائیاں زیادہ ہوں گی۔

انسان کا قریبی وہ ہے جسے محبت نے قریب کر دیا ہو اگرچہ نسب میں بعید ہو۔ بعید وہ ہے جسے عداوت نے بعید کر دیا ہو اگرچہ نسب میں قریب ہو۔ دیکھو جسم سے قریب تر ہاتھ ہے اور جب ہاتھ

قُطِعَتْ وَاِذَا قُطِعَتْ حُسِمَتْ

فاسد ہو جاتا ہے تو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور جب کاٹ دیا جاتا ہے تو داغ دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ فرمایا: كُوْنُوْا فِي النَّاسِ كَالنَّحْلَةِ فِي الطَّيْرِ لَيْسَ مِنَ الطَّيْرِ شَيْءٌ اِلَّا وَهُوَ يَسْتَضْعِفُهَا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْ اَجْوَافِهَا مِنَ الْبَرَكَةِ لَمْ يَفْعَلُوْا ذٰلِكَ بِهَا خَالِطُوا النَّاسَ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَاَجْسَادِكُمْ وَزَائِلُوْهُمْ بِاَعْمَالِكُمْ وَقُلُوْبِكُمْ فَاِنَّ لِلْمَرْءِ مَا اكْتَسَبَ وَهُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

سب سے مل جل کر رہو جیسے شہد کی مکھی اپنے چھتے میں رہتی ہے۔ لوگوں کے ساتھ اپنے جسم اور زبان سے ملے رہو۔ اور اپنے اعمال اور قلوب سے علیحدہ رہو قیامت کے دن آدمی کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کمائے گا اور وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے

۱۱۔ فرمایا: كُلُوا الرُّمَّانَ بِشَحْمِهٖ فَاِنَّهٗ دِبَاغُ الْمِعْدَةِ [1]

انار کو اس پتلی جھلی کے ساتھ کھاؤ جو دانوں کے ساتھ نکلتی ہے کیونکہ وہ معدہ کو پکا دیتی ہے۔

درود نہ پڑھنے کی برائی اور بخیل کی تعریف

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ [2]

بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

[1] یہ تمام اقوال تاریخ الخلفاء سیوطی سے ماخوذ ہیں۔ [2] جلاء الافہام ابن قیم بحوالہ ترمذی ونسائی وصحیح ابن حبان ومستدرک حاکم۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

فضائل ومناقب

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں ان سے فرمایا:

اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ [1]

تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسٰی علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی منزلت تھی مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔

جناب امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ:

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَءَ النَّسَمَةَ اَنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَا يُحِبَّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ [2]

مجھے اس ذات کی قسم جس نے اناج اور نباتات کو پیدا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بطور عہد فرمایا کہ تم سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا مگر منافق

غزوہ خیبر میں ایک شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

میں کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ باب مناقب علی بن ابی طالب عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
[2] مشکوٰۃ بحوالہ مسلم

اگلے دن صبح ہوئی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے ان میں سے ہر ایک شخص امیدوار تھا کہ نشان اس کو ملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا انہیں آشوب چشم ہے آدمی بھیجا گیا۔ علی رضی اللہ عنہ آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا فوراً اچھے ہو گئے گویا درد تھا ہی نہیں تب ان کو رایت ظفر عطا فرمایا[1]

فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ	جس کا میں دوست ہوں
فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ[2]	اس کا علی (رضی اللہ عنہ) بھی دوست ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ علی رضی اللہ عنہ آئے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب نے اپنے صحابہؓ کے درمیان مواخات عقد فرمائی اور میرا کسی کے ساتھ بھی بھائی چارہ نہیں کرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ[3]	تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں

از انجملہ آپ کے مناقب سے ہے کہ آپ بچپن سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت میں رہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے اور آیت مباہلہ کے نزول پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حسنینؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلا کر فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ[4] اے خدا یہ میرے اہل ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ،
[2] سنن ترمذی بروایت ابی سریحہ و زید بن ارقم رضی اللہ عنہما [3] رواہ الترمذی فقال حسن غریب [4] سنن ترمذی

فصل

جامع مناقب و فضائل خلفاء الراشدین المہدیین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ عَامًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمُلْكُ[1]	خلافت تیس سال ہے۔ اس کے بعد بادشاہت ہو جاوے گی۔

سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ دِيْنِكُمْ بَدْءُ النُّبُوَّةِ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا وَجَبْرِيَةٌ[2]	تمہارے دین کی ابتدا میں نبوت و رحمت ہے پھر خلافت و رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہی و جبریت ہو جائے گی۔
فرمایا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ[3]	تم پر میری سلطنت کا اور میرے خلفاء الراشدین المہدیین کی سنت کا اتباع لازم ہے۔

علماء کا قول ہے کہ تیس سال جس کا ذکر حدیث مذکور الصدر میں کیا گیا ہے۔ چاروں صحابہ عشرہ مبشرہ سے اور امام حسن رضی اللہ عنہم کی مدتِ امامت میں ختم ہو جاتے ہیں۔

تفصیل مُدت حکومت خلافت راشدہ

مدت خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲ سال ۳ ماہ ۹ دِن
مدت خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۰ سال ۵ ماہ ۴ دِن

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ [2] سیوطیؒ [3] سیوطیؒ

مدت خلافت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۱۲ سال ۱۱ دِن
مدت خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۴ سال ۹ ماہ
مدت خلافت حضرت امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ	۶ ماہ
میزان	۲۹ سال ۱۱ ماہ ۲۴ دِن

امین الاُمّت سیّدنا ابوعُبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ،

نام ونسب آپ کا نام ونسب عامر بن عبداللہ بن الجراح بن بلال بن اہیب بن عقبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ اور کنیت ابوعبیدہ ہے۔ جراح ان کے دادا کا نام ہے۔

آپ کی والدہ قبیلہ بنی حارث کی خاتون تھیں۔ برکاتِ اسلام سے بہرہ ور ہوئیں۔

قبولِ اسلام آٹھ شخصوں کے بعد اسلام لائے۔ ان سے پہلے سیدنا طلحہ بن عبیداللہ نے اسلام قبول کیا تھا۔

خدمات ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ ہر دو ہجرتیں کیں۔ تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ خلافت شیخین میں فتوحات شام وعراق اور فلسطین میں عساکر اسلامیہ کے سپہ سالار رہے۔

فضائل آپ کا والد اسلام نہیں لایا تھا۔ جنگ بدر میں انہوں نے اس سے بھی قتال کیا۔ اس واقعہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ [1]	کو تم کبھی نہ دیکھو گے کہ وہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہیں اگرچہ وہ ان کے ماں باپ ہوں یا بیٹا بیٹی۔

یوم احد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق مبارک میں خِودہ کے دونوں حلقے کھب گئے۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے دانتوں میں دبا کر کھینچا اور وہ چہرہ مبارک سے نکل آئے مگر ان کے سامنے کے دونوں دانت نکل گئے۔ خدا کی قدرت دانت نکلنے سے ان کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔

واقعہ سقیفہ میں انہی کی نسبت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ان دو شخصوں (یعنی ابوعبیدہ وعمر رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک کو امرِ خلافت کے لیے انتخاب کر لو۔

جب امیرالمؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ عساکر شام کا سپہ سالار بنایا تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس تقرر پر آپ کی نسبت فرمایا تھا۔ لوگو! تم پر اس اُمت کے امین کو حاکم بنایا گیا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ [2]	ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات میں ان کا انصاری بھائی سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو قرار فرمایا تھا۔

---

[1] پارہ ۲۸ رکوع [2] بخاری ومسلم کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۶۶

سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے۔ فرمایا ابوبکر پھر عمر پھر ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

زُھد سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حد درجہ خوفِ خدا غالب تھا۔ طبیعت میں کمال زہد اور تواضع تھی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ملک شام میں تشریف لائے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، ان ایام میں مہم شام وفلسطین کی افواج اسلامی کے امیر العساکر تھے تو انہوں نے ان کے خیمہ میں سوائے تلوار اور ڈھال کے اور کچھ نہ دیکھ کر فرمایا۔

لِوِ اتَّخَذْتَ مَتَاعًا اَوْ قَالَ شَيْئًا	کاش آپ کچھ اسباب تو رکھ لیتے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا سَيُبَلِّغُنَا الْمَقِيْلَ۔	یا امیر المؤمنین ہماری یہی حالت ہمیں بہت جلد ہماری آسایش گاہ تک پہنچادے گی۔

وعظ ونصیحت آپ کبھی کبھی وعظ ونصیحت بھی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امارت شام کے زمانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلَا رُبَّ مُبَيِّضٍ ثِيَابَهٗ وَمُدَنِّسٌ	خبردار بہت لوگ اپنا لباس اُجلار کھتے
لِدِيْنِهٖ اَلَا رُبَّ مُكْرِمٌ لِنَفْسِهٖ	ہیں مگر اپنا دین میلا رکھتے ہیں۔ خبردار
وَهُوَ عَدُوٌّ مُهِيْنٌ اِذَا دَرَأُوا	بہت لوگ اپنے نفس کو عزیز رکھتے ہیں
السَّيِّئَاتِ الْقَدِيْمَاتِ بِالْحَسَنَاتِ	مگر وہی ذلیل دشمن ہے۔ لوگو اپنی پرانی
الْحَدِيْثَاتِ فَلَوْ اِنَّ اَحَدَكُمْ	برائیوں کو نئی نیکیوں سے دور کرو۔ اگر
عَمِلَ مِنْ سَيِّئَاتٍ مَا بَيْنَهٗ	کسی نے زمین وآسمان کے خلاء کو بھردینے
وَبَيْنَ السَّمَآءِ ثُمَّ عَمِلَ	والی برائیاں بھی کی ہوں گی اور پھر وہ

حَسَنَةً لَعَلَتْ فَوْقَ سَيِّئَاتِهٖ	ان کے بعد نیکی کرے گا تو وہ نیکی ان سب
حَتّٰى تَقْهَرَهُنَّ۔	پر غالب آجائے گی اور سب کو دبالے گی

علم وفضل آپ سے عرباض بن ساریہ، جابر بن عبداللہ، ابو آمامہ باہلی، ابو ثعلبہ اور سمرہ بن جندب وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

وفات ۱۸ھ ہجری میں جہان فانی سے عالم بقار کی طرف آپ نے انتقال فرمایا طاعون عمواس میں آپ اور آپ کے اعزہ واقارب طاعون سے محفوظ رہے۔ تو ایک دن آپ نے فرمایا۔ اے خدا، آل ابی عبید سے بھی اپنا حصہ لے لے۔ چنانچہ ان کی ایک انگلی پر طاعون کا ایک چھوٹا سا دانہ نکل آیا۔ لوگوں نے کہا۔ یہ کچھ خطرناک نہیں ہے۔ فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ اللہ اسی میں برکت دے گا۔ جب وہ برکت دیتا ہے تو تھوڑی سی چیز بہت ہو جاتی ہے۔ ایک روز عمواس سے بہ نیت نماز بیت المقدس کو جارہے تھے کہ موضع محل پہنچ کر وفات پا گئے۔ آپ کا مدفن عمواس یارملہ بیان کیا جاتا ہے۔ اولاد کوئی باقی نہیں رہی۔ اٹھاون سال کی عمر پائی۔

حلیہ آپ لانبا قد۔ نحیف البدن۔ پتلا چہرہ اور ہلکی ڈاڑھی والے تھے خضاب کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ،

نسب سعد نام اور کنیت ابو اسحاق ہے اور سعد بن ابی وقاص کے نام سے معروف ہیں۔ ابی وقاص کا نام مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہے۔ آپ کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس ہیں۔ آپ نبی صلی اللہ کی والدہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ کیونکہ سیدہ آمنہ کے والد

وہیب ہیں۔ جو سیدنا سعد کے والد ابی وقاص کے بھائی ہیں۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے کئی ایک مواقع پر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ماموں کہہ کر مخاطب فرمایا تھا۔

قبول اسلام

ابتدائے بعثت ہی میں اسلام لائے۔ آپ چھٹے بروایت چوتھے مسلمان ہیں۔ آپ کا خود اپنا قول ہے کہ قبول اسلام کے وقت آپ سترہ سالہ جوان تھے۔ ابھی چہرہ پر سبزہ بھی نہ آیا تھا۔ یہ بھی آپ کا بیان ہے کہ فرضیت نماز سے پیشتر اسلام لائے۔ آپ کی لڑکی سیدہ عائشہ آپ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے مسلمان ہونے سے پیشتر خواب دیکھا کہ میں کسی تاریک جگہ پر کھڑا ہوں۔ جہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ یکایک چاند روشن ہوگیا میں اس کی طرف چلا اور یہ دیکھ رہا ہوں کہ کون کون سبقت لے گئے ہیں۔ میں نے زید بن حارثہ، علی بن ابی طالب اور ابو بکر رضی اللہ عنہم کو دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ یہاں کب پہنچے کہا ابھی۔

اس خواب سے چند روز بعد سننے میں آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم پوشیدہ دعوتِ اسلام دے رہے ہیں۔ چنانچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے نمازِ عصر کے بعد اجیاد کی گھاٹی میں ملا اور مسلمان ہوگیا۔ اور اصحاب مذکور کے سوا مجھ سے پہلے کوئی سابق نہ تھا۔ آپ اپنی والدہ کے بہت فرماں بردار تھے۔ ان کو معلوم ہوا تو کہا۔ سعد یہ کیسا دین ہے؟ مجھے قسم ہے کہ جب تک تو اس کو ترک نہ کرے گا۔ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ یونہی بھوکی پیاسی رہ کر جان دے دوں گی اور لوگ تجھے مطعون کریں گے۔ میں نے کہا۔ میں تیرے لیے اپنا دین ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ میری والدہ نے کھانا پینا بالکل ترک کر دیا اور بہت بے چین رہیں۔ اس پر میں نے کہا۔ اگر آپ کی ایسی ایسی ہزار جانیں بھی ہوتیں اور وہ سب ایک ایک کر کے نکل جاتیں تب بھی میں اپنے مذہب سے علیحدگی نہ کرتا۔ آخر میرے اس استقلال پر وہ کھانے پینے لگ گئیں۔

[1] ماخوذ از اسد الغابہ ذکر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ،

اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے میرے ہی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا [1]

اگر تیرے ماں باپ یہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے۔ جس کا تجھے کوئی علم نہیں تب تو اس وقت ان کا کہا نہ مان۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہ۔

فضایل وخدمات

آپ عشرہ مبشرہ اور اصحابِ شوریٰ کے ۶ ارکان میں سے تھے۔ صاحب جہاد عظیم وفتوحات فخیم ہیں۔ ان کے مناقب کثیر اور خدمات کبیر ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عزت وعظمت جاری وساری تھی۔ بدر، احد، احزاب وحنین اور جملہ تمام غزوات ومشاہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمرکاب رہے۔ خلافت شیخین تک برابر مہمات میں سرگرم رہے۔ عراق میں امرائے افواج اسلامیہ میں ایک تھے۔ مہم فارس کے سپہ سالار۔ اور مدائن کسریٰ کے فاتح آپ ہی ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک مدت تک والیٔ عراق رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، کی طرف سے کوفہ کے والی ہوئے۔ شہر کوفہ اور نہر سعد آپ ہی کے عہد ولایت کی یادگاریں ہیں۔

ابتدائے بعثت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام نمازیں پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں چھپ کر ادا کیا کرتے تھے۔ ایک دن مشرکین کی ایک جماعت آنکلی۔ اسلام اور مسلمانوں کی نسبت ناشائستہ الفاظ کہنے شروع کیے۔ حتیٰ کہ دونوں میں لڑائی ہو پڑی۔ آپ نے ایک مشرک کو اونٹ کا کلا اٹھا کر دے مارا جس سے وہ زخمی ہوگیا۔ اسلام میں یہ پہلا خون تھا جو فی سبیل اللہ بہایا گیا۔ غزوہ اُحد کے دن ایک ہزار تیر چلائے تھے۔[2] چنانچہ

[1] پارہ ۲۱ رکوع ۱۱ [2] اسد الغابہ

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ:

مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ [1]

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایک لیے بھی ماں باپ دونوں کو جمع کرتے ہوئے نہیں سُنا مگر اُحد کے دِن مَیں نے ایسا فرماتے ہوئے سُنا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ تیر چلا تجھ پر میری ماں اور باپ قربان ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا:

اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ [2]

اے زور آور نوجوان تیر چلا۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے حق میں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ اِذَا دَعَاكَ

اے خدا جب سعد رضی اللہ عنہ تجھ سے دعا کرے تو اسے قبول فرما۔

ایک اور روایت میں ہے:

اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ رَمْيَتَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ [3]

الٰہی اس کے تیر کو نشانہ پر بٹھا اور اس کی دعا کو قبول فرما۔

شہسوارانِ اسلام میں اِن کی شہرت تھی۔ ولایت کوفہ کے زمانہ میں وہاں کے بعض اشرار نے آپ کی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایات کیں تو آپ نے ان کے جواب میں فرمایا۔ میں عرب میں پہلا شخص ہوں جس نے راہ خدا میں تیر پھینکا۔ بخدا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جہاد کیا۔ ہماری خوراک بجز خار دار درختوں کے پتوں کے کچھ نہ تھی۔ ہماری حالت یہ ہو گئی تھی کہ بکریوں کی مینگنیوں کی مانند پاخانہ کرتے تھے جس میں رطوبت کا نام نہ ہوتا تھا۔ اب بنو اسد ہم کو امور دین میں نصیحت

---

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ [2] مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی باب مناقب عشرہ مبشرہ [3] مشکوٰۃ ایضاً ص ۵۶۶

کرتے ہیں۔ بخدا اگر اب بھی میں ان سے کم رہا تو ضرور نا کام رہا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

سَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ [1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں مدینہ آئے تھے تو ایک شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اچاٹ ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کوئی نیک مرد آج پہرہ پر ہوتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سُنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے۔ عرض کی سعد۔ فرمایا کس لیے آئے ہو۔ عرض کی میرے دِل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خوف پیدا ہوا۔ لہٰذا میں پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی پھر سو گئے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِيْ امْرُءٌ خَالَهٗ [2]

ایک دن سامنے سے سعد رضی اللہ عنہ آ رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ یہ میرے ماموں ہیں۔ مجھے کوئی اپنا ایسا ماموں تو دکھائے۔

---

[1] مشکوٰۃ ایضاً [2] اسد الغابہ ذکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ [3] مشکوٰہ متفق علیہ

وفات

باختلاف سنین ۵۱ھ یا ۵۴ھ یا ۵۸ھ ہجری تقریباً اسی ۸۰ سال کی عمر میں وادی عقیق میں جو مدینہ منورہ سے سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے وفات پائی۔ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر انہیں نے انتقال فرمایا[1]

وفات کے قریب ایک پرانا جُبّا منگوا کر کہا مجھے اس میں کفنانا کیونکہ جنگ بدر میں میں یہی پہن کر لڑا تھا اور اسے اسی دن کے لیے محفوظ رکھا تھا[2]

ترکہ

آپ دولت مند تھے۔ ایک بار پانچ ہزار درہم زکوٰۃ کے نکالے تھے۔ دو لاکھ پچاس ہزار درہم ترکہ میں چھوڑے[3]

حلیہ

آپ کے حلیہ میں بہت اختلاف ہے۔ حافظ ابن عبدالبر مغربی نے اسی لیے ان کا حلیہ چھوڑ دیا ہے۔ آپ کی بیٹی سے روایت ہے کہ آپ پست قامت، فربہ اندام اور قوی پنجہ والے تھے[4]

اخلاق وعادات

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار عمرو بن معدی کرب سے آپ کے حالات دریافت کیے۔ کہا وہ نہایت متواضع ہیں۔ اپنے خیمہ میں عربی لباس صوف میں شیر ہیں۔ مقدمات میں عدل اور تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں۔ لشکر سے دور رہتے ہیں۔ اور ہم پر مثل مہربان ماں کے شفیق ہیں ہمارا حق چھوٹی چیونٹی کے برابر تک پہنچاتے ہیں[4]

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت آپ کی نسبت فرمایا تھا۔ اگر یہ خلیفہ ہوئے تو بہتر ورنہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ انہیں عامل مقرر کرے میں نے انہیں کسی ناقابلیت یا خیانت کے سبب ولایت سے معزول نہیں کیا تھا۔

آپ انصار سے بہت اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ تفرقہ سے محترز رہا کرتے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے بیٹے عمرو اور آپ کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ بن

[1] مشکوٰۃ [2] اصابہ فی ذکر الصحابہ ذکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ [3] اشہر المشاہیر الاسلام الجزء الثالث صفحہ ۶۷-۵۶۶ [4] اسد الغابہ ذکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

ابی وقاص نے لوگوں کو آپ کی خلافت کی دعوت دینی چاہی مگر آپ نے اسے ناپسند فرمایا اور اس سے انکار فرما دیا۔ بلکہ عزلت نشین ہو گئے اور صفین وجمل کی جنگوں میں سے کسی میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

صادق الحدیث، صادق الروایت، صادق اللہجہ اور صادق القول تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ سے مسح خفین کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفین پر مسح فرمایا تھا۔ پھر انہوں نے اس کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا جب تجھ سے سعد، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں تو کسی اور سے سوال مت کر۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بہت کم حدیث روایت کیا کرتے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک سفر کیا۔ میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سُنا[1]

آپ کا قول

ایک بار آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

اِذَا طَلَبْتَ الْغِنَا فَاطْلُبْہُ بِالْقَنَاعَۃِ فَاِنَّہٗ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ قَنَاعَۃٌ لَمْ یُغْنِہٖ مَالٌ

غنا چاہتے ہو تو بوسیلہ قناعت حاصل کرو کیونکہ قناعت بغیر مال سے بے نیازی نہیں مل سکتی۔

مرویات

اگرچہ آپ قلیل الروایت ہیں۔ تاہم بہت سے صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

تبدیلی نسب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید

آپ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اِدَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ

جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتائے اس پر جنت حرام ہے۔

[1] اسد الغابہ ۱۲

عجوہ کھجور کی فضیلت

مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ [1]

یعنی جو صبح کو عجوہ کی سات کھجور کھالے اس دن اس کو زہر اور جادو اثر نہ کریگا

جواب اذان کی فضیلت

فرمایا۔ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ [2]

جو موذن کو اذان دیتے سُنے اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ رباً و بمحمد رسولاً و بالاسلام دیناً کہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

پرہیزگار، دولت مند، خلوت نشین کی فضیلت

فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ [3] اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار دولتمند اور گوشہ نشین ہو۔

مدینہ منورہ کے آداب: فرمایا: اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ تُقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ تُقْتَلَ صَيْدُهَا [4] میں مدینہ کے دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر درخت کاٹنا اور اس کے اندر شکار کرنا حرام ٹھہراتا ہوں۔

---

[1] مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین [2] مشارق الانوار بحوالہ صحیحین [3] مشارق الانوار بحوالہ صحیحین [4] مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیات کا اصل اصول

فرمایا: اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُّكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ [1]

بعضے آدمی کو میں عطا کرتا ہوں گو مجھے اس کی بہ نسبت دوسرا شخص زیادہ پیارا ہوتا ہے مگر میں دوسرے کو دیتا ہوں اس خیال سے کہ وہ عطیہ نہ ملنے سے کہیں ایسے افعال کر بیٹھے کہ وہ دوزخ میں الٹا دیا جائے:

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام و نسب عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قریشی زہری ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ جاہلیت میں آپ کا نام عبد عمرو اور بقول بعض عبدالکعبہ تھا۔ جب ایمان لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن رکھ دیا۔

آپ کی والدہ کا نام شفا بنت عوف بن عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ ہیں۔

حالات ۱۰سنہ عام الفیل میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے سے قبل اسلام لائے۔ آپ ان آٹھ مسلمانوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے آغاز بعثت میں اسلام قبول کیا اور عشرہ مبشرہ کے ان پانچ بزرگواروں میں سے ایک ہیں جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے اور ان چھ اکابر میں سے ایک ہیں جن کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت شایانِ خلافت بتلایا تھا۔ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے

---

[1] مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم

پیچھے ایک رکعت نماز بھی پڑھی تھی ؂۱

غزوہ احد میں آپ نے کئی زخم کھائے تھے اس جنگ میں آپ کے دو دانت بھی جاتے رہے تھے پاؤں میں بھی زخم آیا جس کی وجہ سے پاؤں میں لنگ آگئی تھی ؂۲

۵ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ دومۃ الجندل میں گروہ کثیر جمع ہوا ہے اور وہ لوگ مدینہ پر بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں ؂۳

دومۃ الجندل کا حاکم اصبغ بن ثعلبہ بن ضمیم کلبی تھا جو شریف کہلاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو امیر لشکر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے شملہ چھوڑنے کا مسئلہ دریافت کیا فرمایا ہم دس آدمی ابوبکر، عمر، عثمان، علی، عبدالرحمن بن عوف، ابن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ ابن یمان، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک انصاری آیا جو آپ کی خدمت میں آکر بیٹھ گیا

پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین میں کون مومن افضل ہے فرمایا:

کون مومن افضل ہے

اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ۔ جو ان میں زیادہ خلیق ہے۔ پھر کہا مومنین میں کون زیادہ عقل مند ہے؟

زیادہ عقلمند کون ہے

فرمایا: اَكْثَرُهُمْ ذِكْرَ الْمَوْتِ وَاَحْسَنُهُمْ اِسْتِعْدَادًا لَهُ قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ بِهِ اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ ۔ جو ان میں موت کو زیادہ یاد کرنے والا اور آنے سے پہلے بہترین تیاری کرنے والا ہو۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ بدل کر فرمایا:

؂۱ اسد الغابہ ؂۲ سیرۃ النبی مولانا شبلی مرحوم مجلد اول حصہ اول طبع اول ص ۴۰۲
؂۳ رحمۃ للعالمین جلد دوم باب غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَمْسُ خِصَالٍ اِذَا انْزَلْنَ بِكُمْ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ اِنَّهُ لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهِ اِلَّا ظَهَرَ فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ وَلَمْ يَمْنَعُوا الزَّكٰوةَ مِنْ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْمَطَرَ مِنَ السَّمَآءِ فَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ مَا مُطِرُوْا وَمَا نَقَضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَخَذَ مَا كَانَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَمَا لَمْ يَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوْا فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ ۔

اے گروہ مہاجرین! پانچ باتیں ہیں۔ میں تم میں ان کے نازل ہونے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ کسی قوم میں ہرگز فحش غلبہ نہیں پکڑتا یہاں تک کہ وہ ان کی برائی کا اعلان کرنے لگیں۔ جب ایسا ہونے لگے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں ظاہر ہوں گی کہ ان کے بزرگان اسلاف میں نہ ہوئی ہوں گی اور جب کم ناپنا اور کم تولنا اختیار کریں گے۔ تو وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہوں کے جور و ظلم میں گرفتار ہوں گے۔ اور جب اموال کی زکوٰۃ روکیں گے تو آسمان سے بارش روک دی جائے گی اور جس قدر مینہ برسے گا وہ جانوروں کی خاطر برسے گا۔ اور جب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑیں گے تو خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دے گا جو ان کے تمام اموال پر قابض ہو جائے گا اور جب ان کے پیشوا اللہ کی کتاب کے ساتھ حکم کرنا چھوڑ دیں گے اور خدا کے نازل کردہ احکام میں جبر کریں گے تو اللہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کا خوف پیدا کر دیگا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا

مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّسَيِّئَاتِهٖ وَعَقُوْبَتِهٖ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا اگلی صبح عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سیاہ عمامہ باندھ کر آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے پھر آپ نے اسے ڈھا کر اپنے دستِ مبارک سے باندھا اور اس کی پشت پر چار انگشت شملہ چھوڑ کر فرمایا:

هٰكَذَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاعْتَمَّ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ وَاَعْرَفُ۔	عبدالرحمٰن عمامہ اسی طرح باندھا کرو کیونکہ یہ احسن اور اعرف ہے۔

پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لواء (نشان فوج) لے آئیں پھر آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

يَا ابْنَ عَوْفٍ فَاغْزُوْا جَمِيْعًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ لَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا فَهٰذَا عَهْدُ اللهِ وَسِيْرَةُ نَبِيِّهٖ فِيْكُمْ۔	عبدالرحمٰن تم سب کے سب فی سبیل اللہ جہاد کرو اور کفار سے جنگ کرو۔ خیانت نہ کرنا اور مُثلہ نہ کرنا اور نہ ہی بچوں کو قتل کرنا۔ یہ تم میں خدا کا عہد اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن نے نشان لیا اور دومۃ الجندل کو روانہ ہو گئے [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روانہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے تو وہاں کے حاکم کی لڑکی سے نکاح کر لینا چنانچہ ان کو فتح ہوئی اور انہوں نے اس کی لڑکی تماضر سے نکاح کر لیا۔ اور اس کے بطن سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے [2]

[1] سیرت ابن ہشام جلد سوم ذکر غزوہ عبدالرحمٰن بن عوف الی دومۃ الجندل ص ۲۴۲ [2] اسد الغابہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین میں مواخات کرائی تو آپ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا تھا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا تھا میرے پاس کھجور کے دو باغ ہیں۔ ان میں سے جو پسند ہو لے لو۔ آپ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے باغ میں برکت دے میں اس غرض سے مسلمان نہیں ہوا ہوں۔ انصار و مہاجرین کے درمیان جو مواخات قائم فرمائی تھی۔ اس میں ان کے بھائی سیدنا سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بنائے گئے تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا میرے پاس کچھ مال ہے وہ نصف آپ کو دیتا ہوں۔ اور دو بیویاں ہیں۔ آپ انہیں دیکھ لیں جو پسند ہے اسے طلاق دے دوں۔ انقضائے عِدّت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے کہا مجھے آپ کے مال کی ضرورت ہے نہ بیوی کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال و آل میں برکت دے۔ مجھے تو بازار کی راہ بتلا دیجئے چنانچہ تجارت ہی سے آپ کے پاس رفتہ رفتہ دولت کثیر جمع ہو گئی۔ مالدار ہو کر آپ نے نکاح کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ارشاد فرمایا۔ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو۔

دولت و ثروت

آپ کے مال و دولت کی اتنی بہتات ہو گئی تھی کہ سونا ہی اتنا تھا آپ کے انتقال کے بعد کلہاڑیوں سے کاٹ کر تقسیم کیا گیا۔ چار بیویاں تھیں ہر ایک کے حصہ میں اسّی اسّی ہزار آیا۔ ایک ہزار اونٹ اور ایک صد گھوڑے اور تین سو بکریاں چھوڑی تھیں۔

وفات

سن وفات مختلف بیان کیا گیا ہے صاحب الکمال نے ۳۲ھ ہجری اور ابن الاثیر الجزری نے ۳۵ھ تحریر فرمایا ہے۔ بمقام مدینہ منورہ بعمر پچھتر سال وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اصحاب بدر میں سے جو زندہ ہوں اُن میں سے ہر ایک کو چار چار سو دینار دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسے ایک سو اصحاب نکلے۔ پچاس ہزار درہم عام غرباء و مساکین کو ایک

ایک ہزار گھوڑے فی سبیل اللہ دینے کی وصیت فرمائی۔

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کے انتقال پر ملال پر فرمایا عبد الرحمٰن جاؤ بیشک تم نے اچھا زمانہ پایا اور فتنہ سے پہلے چل دیئے [1]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنازہ میں شریک تھے اور ساتھ ساتھ کہتے جا رہے تھے۔ واجبلاہ یعنی افسوس بہت بڑا آدمی دنیا سے اٹھ گیا۔

فضایل

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لِنِسَآئِہٖ اِنَّ اَمْرَکُنَّ یُھِمُّنِیْ مِنْ بَعْدِیْ وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الْاَنْصَارُوْنَ الصِّدِّیْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَۃُ لِاَبِیْ سَلْمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقِیَ اللّٰہُ اَبَاکَ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ وَکَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰی اُمَّھَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحَدِیْقَۃٍ بِیْعَتْ بِاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اکثر خیال آیا کرتا تھا کہ میرے بعد تمہارا کیا حال ہوگا۔ تمہاری خدمت صابر و صدیق ہی کرے گا۔ ایک بار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا خدا تیرے باپ کو سلسبیل [2] سے سیراب کرے اس نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باغ چالیس ہزار کی قیمت کا دے ڈالا تھا۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَزْوَاجِہٖ اِنَّ الَّذِیْ یَحْثُوْ عَلَیْکُنَّ بَعْدِیْ ھُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے فرماتے تھے کہ جو کوئی شخص میرے بعد تمہاری خدمت کرے گا وہ صادق اور سخی ہوگا۔ اے خدا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سلسبیل سے سیراب کیجیے۔

[1] اسد الغابہ ذکر عبد الرحمٰن بن عوف [2] مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی
[3] جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

زبیر بن بکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پر امین تھے۔

ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بھی بنایا تھا

اخلاق و خصایل اور انفاق فی سبیل اللہ کا بیان

کثرت مال بجائے غفلت شعاری کے سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے لیے رقت و زاری اور خشیتِ الٰہی کا سبب بن گئی تھی۔ راہ خدا میں آپ خوب دل کھول کر خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک بار ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کثرتِ مال کہیں میری ہلاکت و تباہی کا باعث نہ ہو جائے۔ فرمایا اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتے رہا کرو۔ امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ چالیس ہزار دینار خیرات کیے۔ پھر پانچ سو گھوڑے فی سبیل اللہ دے ڈالے پھر پانچ سو سواری کے اونٹ بھی دیدیئے

خشیتِ الٰہی

نوفل بن ایاس الہندلی کا قول ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے ہم مجلس اور بہترین جلیس تھے۔ ایک دن ہم ان کے ہاں گئے۔ انہوں نے غسل کیا۔ پھر ہمارے پاس کھانے کا ایک برتن جس میں روٹی

[1] اسد الغابہ و جامع لصغیر سیوطی بحوالہ مسند عبد الرزاق۔

اور گوشت تھالے آئے۔ ہم کھانے کے لیے بیٹھے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ہم نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک نان جویں بھی سیر ہو کر نہیں کھائی اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت نے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آیا ہماری یہ حالت ہمارے لیئے بہتر ہے [1]

دُعا: ابوالہیاج رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور زبان سے کہہ رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شُحَّ نَفْسِیْ	الٰہی مجھے نفس کے بخل سے بچائیو

یہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے [2]

حلیہ چھریرے جسم اور فراخ چشم تھے۔ پلکیں گھنی اور بڑی تھیں۔ ناک اونچی اور لانبی۔ سر کے بال کانوں تک چھوڑ رکھے تھے۔ ہتھیلیاں پُر گوشت اور انگلیاں موٹی تھیں۔ خضاب استعمال نہ کرتے تھے۔ قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ ان کی داہنی طرف ایک اور شخص بیٹھے تھے قرصِ نقرہ جیسے سفید و روشن ان کا نام عبدالرحمٰن بن عوف تھا [3]

مرویات آپ سے بہت سے صحابہ اور تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِنَّ جِبْرِئِیْلَ قَالَ لِیْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْكَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَسَجَدْتُ لِلّٰہِ شُكْرًا [4]	تحقیق مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا کیا میں آپکو خوشخبری نہ دوں کہ اللہ عزو جل فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجتا ہے میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں

[1] اسد الغابہ [2] [3] اسد الغابہ

[4] جلاء الافہام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ۔

گا۔ اس پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

سیّدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام و نسب سیّدنا زبیر کے والد عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی اسدی ہیں۔ آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ سیّدہ صفیہ اسلام سے مشرف ہوئیں اور ہجرت مدینہ بھی کی تھی۔ نہایت شجاع خاتون تھیں۔ ان کے حالات ہم اپنی کسی دوسری تصنیف میں ہدیہ ناظرین کریں گے۔

آپ کی کنیت آپ کے صاحبزادے کے نام پر ابو عبداللہ ہے مگر آپ کی والدہ آپ کو ابوالطاہر کہا کرتی تھیں۔ ام المومنین سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی ہیں۔

قبول اسلام آپ نے بعمر ۱۵ سال اسلام قبول کیا۔ حبشہ و مدینہ کی ہر دو ہجرتیں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مواخات بین المہاجرین میں آپ کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا تھا اور مواخات بین المہاجرین والانصار میں سلمہ بن وقش آپ کے بھائی بنائے گئے تھے [1]

استقلال و استقامت آپ کے قبولِ اسلام کی وجہ سے آپ کا چچا آپ کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر دھواں دیا کرتا تھا۔ مگر بفضل خدا آپ کے ثبات و استقلال میں ذرا فرق نہیں آیا۔

فدایت رسالت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فی سبیل اللہ تلوار نکالی۔ ہجرت سے بیشتر ایک بار مکہ معظمہ میں افواہ

[1] اسد الغابہ

اڑی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے قید کرلیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کے ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تلوار سونتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کو چیرتے ہوئے آئے۔ فرمایا۔ کیوں کیا بات ہے۔ عرض کی مجھے خبر ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار کر لیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تعریف کی اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔

جنگ جمل کی صبح کو آپ نے اپنے ایک بیٹے سے فرمایا۔ میرے جسم میں کوئی حصہ ایسا نہیں حتیٰ کہ شرمگاہ بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں زخمی نہ ہوا ہو۔

آپ عشرہ بشرہ اور ان چھ اصحاب میں سے ایک ہیں جنہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت خلافت کے لیئے پیش کیا تھا[1]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زبیر ارکان دین میں سے ایک رکن ہیں[2] جنگ بدر میں فرشتے آپ ہی کی ہیئت میں نازل ہوئے تھے[3] آپ جنگ اُحد میں ثابت قدم رہے تھے[4]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ[5] سے مراد ابوبکر صدیق و زبیر رضی اللہ عنہما ہیں[6]

خود آپ سے روایت ہے کہ غزوہ بنو قریظہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ یَّاْتِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَیَاْتِیْنِیْ بِخَبَرِھِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ فَقَالَ

کون ہے جو بنی قریظہ میں جائے اور ان کی خبر لائے۔ میں گیا اور خبر لے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر

---

[1] اسد الغابہ [2] اصابہ [3] اسد الغابہ [4] الکمال فی اسماء الرجال
[5] پارہ ۴ رکوع ۹ [6] اصابہ

فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ[1]

قربان ہوں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جنگ احزاب کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ یَّاْتِیْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَّحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ[2]

کون ہے جو اس قوم کی خبر لائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ بولے میں لاتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فتح مصر میں شریک تھے۔ اور ایک حصہ فوج کے افسر تھے۔ بعض روایات کے مطابق قبولِ اسلام میں یہ پانچویں شخص شمار ہوتے ہیں۔ ان سے پہلے چار شخص ہی اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ سال نحیر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک دن کئی شخصوں نے یکے بعد دیگرے آکر کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں۔ فرمایا کیا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کردوں۔

چنانچہ انہوں نے تائید کی۔ پھر فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ جہاں تک مجھے علم ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ نیک ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ میں حواری کا بیٹا ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اگر تو زبیر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے تو سچا ہے ورنہ نہیں؟

انفاق فی سبیل اللہ

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں ایک ہزار غلام تھے جو مزدوری سے آپ کو روپیہ کما کر دیا کرتے تھے۔ مگر کبھی ایک درہم بھی گھر میں لے کر آپ داخل نہیں ہوئے۔ سب کے سب خیرات کر دیا کرتے تھے۔

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کا قصیدہ

سیدنا حسان بن ثابت شاعرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان میں قصیدہ

---

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ [2] مشکوٰۃ ایضاً

ذیل موزوں کیا ہے جس میں آپ کے فضائل کا بیان اس طرح فرماتے ہیں۔

اَقَامَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ وَهَدْیِهٖ ۔۔۔ حَوَارِیُّهٗ وَالْقَوْلُ بِالْفِعْلِ یَعْدِلُ

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور روش پر قائم رہے وہ ان کے حواری ہیں اور قول تو فعل سے سچ سمجھا جاتا ہے۔

اَقَامَ عَلٰی مِنْهَاجِهٖ وَطَرِیْقِهٖ ۔۔۔ یُوَالِیْ وَلِیَّ الْحَقِّ وَالْحَقُّ اَعْدَلُ

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور روش پر قائم رہے وہ اہل حق سے محبت کرتے رہے اور حق بہت عمدہ چیز ہے۔

هُوَالْفَارِسُ الْمَشْهُوْرُ وَالْبَطَلُ الَّذِیْ ۔۔۔ یَصُوْلُ اِذَا مَا کَانَ یَوْمٌ مُحَجَّلُ

وہ ایسے مشہور شہسوار اور بہادر ہیں کہ جو اس دن حملہ کرتے ہیں جب لوگ جنگ کے خوف سے چھپ رہے تھے۔

وَاِنَّ امْرَءً کَانَتْ صَفِیَّةُ اُمَّهٗ ۔۔۔ وَمَنْ اَسَدٌ فِیْ بَیْتِهٖ طَرَفَلُ

وہ وہی ہیں جن کی ماں صفیہ تھیں۔ اور وہ، وہ شیر تھے جو اپنے گھر میں رہا کرتے تھے

لَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قُرْبٰی قَرِیْبَةٌ ۔۔۔ وَمِنْ نُصْرَةِ الْاِسْلَامِ مَجْدٌ مُّؤَثَّلُ

ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ حاصل تھی وہی ہیں جن سے اسلام کو نصرت حاصل ہوئی۔

فَکَمْ کُرْبَةٍ ذَبَّ الزُّبَیْرُ بِسَیْفِهٖ ۔۔۔ عَنِ الْمُصْطَفٰی وَاللّٰهُ یُعْطِیْ وَیَجْزِلُ

چنانچہ بہت سے مصائب زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیے اور خدا بہت عطا و بخشش کرنے والا ہے

اِذَا کَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا الْحَرْبُ حَشَّهَا ۔۔۔ بِاَبْیَضَ سَبَّاقٍ اِلَی الْمَوْتِ یَرْدُلُ

جب لڑائی اپنی آگ روشن کرتی تھی تو وہ اپنی تلوار لے کر موت کی طرف دوڑتے تھے

فَمَا مِثْلُهٗ فِیْهِمْ وَلَا کَانَ قَبْلَهٗ ۔۔۔ وَلَیْسَ یَکُوْنُ الدَّهْرَ مَا دَامَ یَذْبُلُ

پس ان کی مثل نہ اُن سے پہلے تھا اور نہ اب تا دوام قیامت ہوگا۔

تدین وتقویٰ اور پرورش یتامیٰ

سیدنا عثمان بن عفان، مقداد بن اسود، عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سات صحابہ نے آپ کو اپنا وصی بنایا اور آپ نے ان سب کے اموال کو بالکل محفوظ رکھا اور ان کے بچوں کے مصارف اپنے روپیہ سے پورے کرتے رہے۔

وفات

آپ جنگ جمل میں شریک تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کو پکار کر اپنے پاس بلایا اور رزم گاہ سے ایک طرف لے گئے اور فرمایا۔ آپ کو یاد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم ان سے (یعنی خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے) جنگ کرو گے۔ اور تم اس دن ان پر ظلم کر رہے ہوگے۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد آگئی اور اسی وقت میدان سے علیحدہ ہوگئے۔ وادی سباع کنارِ راہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ابن جرموز نامی باغی نے آکر قتل کر دیا اور آپ کی تلوار لے جا کر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پیش کی۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ بیشک اس تلوار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مصائب کو دور کیا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابن صفیہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دے دینا۔ اس واقعہ پر ابن جرموز نے اشعار کہے ہیں۔

اَتَیْتُ عَلِیًّا بِرَأْسِ الزُّبَیْرِ ۔۔۔ اَرْجُوْ لَدَیْهِ بِهِ الزُّلْفَةَ

میں علی کرم اللہ وجہہ کے پاس زبیر رضی اللہ عنہ کا سر لے کر جا حاضر ہوا۔ مجھے اس کام سے ان کے تقرب کی امید تھی۔

فَبَشَّرَ بِالنَّارِ اِذْ جِئْتُهٗ ۔۔۔ فَبِئْسَ الْبَشَارَةُ وَالتُّحْفَةُ

جب میں ان کے ہاں گیا تو انہوں نے مجھے دوزخ کی بشارت دی سو کیسی بُری بشارت

اور کیسا بُرا تحفہ ہے۔

آپ کی شہادت بروز پنج شنبہ ۱۰ ارجمادی الاولیٰ ۳۶ ہجری میں بعمر ستتر سال ہوئی [1]

مرویات کسی نے آپ سے قلتِ روایت کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا۔ میں روایت حدیث سے اس لیئے خوف کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

وضع حدیث کا عذاب ووعید مَنْ قَالَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ [2]

اگر کوئی شخص ایسی بات کہتا ہے۔ جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے

سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب سیّدنا طلحہ قریشی تیمی ہیں اور سلسلہ نسب طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن سعد بن تیم بن کعب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔ اور والدہ آپ کی صعبہ بنت عبد اللہ بن مالک بن حضر ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ اور طلحہ الخیر، طلحہ الجواد اور طلحۃ الفیاض کے القاب سے ملقب تھے۔

قبولِ اسلام آپ سابقین الی الاسلام میں سے ہیں۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتلقین سے مشرف باسلام ہوئے اور انہی کی محبّت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عشرہ مبشرہ اور

---

[1] اسد الغابہ [2] اصابہ

ان چھ اصحاب میں سے ایک ہیں جنہیں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت کا اہل فرمایا تھا۔

حالات وخدمات آپ کو اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قرنیین کہا کرتے تھے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا کرتے تھے اور دونوں تیمی ہیں۔

مواخات بین المہاجرین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا۔ مگر سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ ان کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھائی ٹھہرایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شرکتِ غزوات جنگ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اور سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو قافلہ قریش کے حالات معلوم کرنے کے لیئے مامور فرمایا تھا۔ چنانچہ یہ اس وقت واپس آئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے غنیمت میں اپنے حصّہ کے لیئے بھی عرض کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں حصّہ ملے گا۔ عرض کی ثواب۔ فرمایا ثواب بھی۔ احد اور جملہ غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے [1]

جنگ احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم غار میں گر گئے۔ تب آپ نے اپنی پشت آگے کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر پائے مبارک رکھ کر اوپر چڑھ گئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے تھے۔ وجب طلحۃ یعنی طلحہ پر جنت واجب ہو گئی۔ اس روز میدان احد میں آپ نے عجیب جان فروشانہ کام کیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں آپ نے اپنے آپ کو سپر بنا رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

---

[1] اسد الغابہ

جو تیر آتا تھا۔ آپ اسے ہاتھ پر لے لیتے تھے جس سے ان کا ایک ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہو گیا تھا[1]

محض ہاتھ پر ۲۴ زخم آئے اور کل بدن پر نیزہ، تلوار اور تیر کے ۷۵ زخم تھے[2] تلوار کی ایک ضرب سر پر لگی[3] غرض شجاعت و فدائیت کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا

حلیہ و اخلاق

پر گوشت، گندم گوں، خوش شکل، گھنے بالوں والے، میانہ قد تھے خضاب استعمال نہیں کرتے تھے[4] جب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مخالفت طلحہ رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچی تو فرمایا۔ مجھے اسی وقت چار آدمیوں کی مخالفت کی خبر پہنچی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ نیک اور سخی طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں[5]

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی روزانہ آمدنی ایک ہزار وافی تھی۔ وافی ایک سکہ ہے جو دینار کے ہم وزن ہوتی ہے

شہادت

۱۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ کو واقعہ جمل میں کچھ اوپر ساٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ان سے بھی ویسے ہی گفتگو کی جس طرح سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ جنگ سے کنارہ کش ہو کر ایک طرف جا بیٹھے۔ دفعتاً مروان بن الحکم کا ایک تیر آپ کی گردن پر آ لگا ایک تیر کسی اور طرف آپ کے گھٹنا پر آ لگا۔ گھٹنا سے خون اس طرح جاری ہوا کہ باوجود کوشش کے بند نہ ہوا۔ جب زخم بند کرتے تو گھٹنا متورم ہو جاتا۔ چھوڑتے تو خون جاری ہو جاتا ہے۔ آخر آپ نے فرمایا زخم کو چھوڑ دو۔ خون بہنے دو۔ یہ تیر خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ پھر کہا۔ الٰہی عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ مجھ سے لے لے حتیٰ کہ وہ مجھ سے خوش ہو جائیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

---

[1] الاستیعاب [2] الکمال فی اسماء الرجال [3] اسد الغابہ
[4] الاستیعاب [5] اسد الغابہ

کا ان کی نعش پر گزر ہوا۔ دیکھا خاک و خون میں غلطاں ہیں چہرہ سے مٹی صاف کی اور فرمایا۔ ابو محمد مجھے یہ بات بہت شاق گذری ہے کہ تجھے نجوم آسمان کے تلے خاک آلود دیکھوں۔ پھر فرمایا۔ کاش! میں اس واقعہ سے بیس یوم پیشتر انتقال کر جاتا یہ کہہ کر امیر المومنین اور ان کے رفقاء رو پڑے اور بہت روئے۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو یوم احد میں طلحۃ الخیر اور تبوک میں طلحۃ الفیاض اور غزوہ حنین میں طلحۃ الجواد فرمایا تھا۔

ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ کے کیا معنی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کچھ نہیں فرمایا۔ اس نے مکرر سہ کرر پھر عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اتنے میں طلحہ رضی اللہ عنہ آ گئے فرمایا وہ سائل کہاں ہے جو مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ کے معنی دریافت کرتا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں فرمایا مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ یہ شخص ہے۔

ایک شخص سیدنا علی اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہہ رہا تھا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا اور فرمایا میرے بھائیوں کی غیبت مت کرو جب وہ اس حرکت سے باز نہ آیا تو دو رکعت پڑھ کر بدیں الفاظ دعا مانگی۔ الٰہی اگر وہ باتیں جو یہ شخص کہہ رہا ہے تیری مرضی کے خلاف ہوں تو میری آنکھوں کے سامنے اس پر بلا نازل فرما اور اس کو لوگوں کے لیے عبرت بنا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ دعا سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد ایک اونٹنی مجمع کو چیرتی ہوئی آئی اور اس شخص کو تھوتھنی سے پکڑ کر دانتوں سے پکڑ کر چیر ڈالا اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے وہ مردود دہیں پر کیفر کردار کو پہنچ گیا

اس واقعہ سے وہ جہلاً سبق لیں جو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دریدہ دہنی سے ناشائستہ الفاظ کہا کرتے ان کے افعال پر نکتہ چینی کیا کرتے اور ان کی پاک سیرتوں پر سب و شتم کیا کرتے ہیں۔ آج واقعہ کی تکرار اگر نہ بھی ہو تو ہم میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شان کا کوئی مرد کبیر بھی موجود نہیں۔ کوئی صحابہ کرام کی خدمات حسنات صدق و خلوص کا جاننے اور اندازہ لگانے والا بھی نہیں ہے۔ اللہ حلیم وکریم ہے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے کہ ابو اسحاق آپ کو مبارک ہو آپ کی دعا قبول ہو گئی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ طلحہ، عثمان، زبیر رضی اللہ عنہم اور میں اُن لوگوں میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ [1]	ہم قیامت کو ان کے دلوں سے کینہ نکال دیں گے اور وہ ایکدوسرے کے سامنے بھائی بھائی بن کر تختوں پر بیٹھیں گے۔

ایک دفعہ ایک شخص یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

فَتًى كَانَ يُدْنِيهِ الْغِنَىٰ مِنْ صَدِيقِهِ ۔۔۔ إِذَا هُوَ اسْتَغْنَىٰ وَيُبْعِدُهُ الْفَقْرُ

وہ ایسا جوان مرد تھا کہ اس کی دولت نے اسے دوستوں سے قریب تر کر دیا تھا جبکہ اُسے کسی کی ضرورت نہ تھی اور تنگدستی نے اس کے دوستوں کو دور پھینک دیا تھا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے سن کر فرمایا۔ اس کے مصداق تو ابو محمد بن عبید اللہ تھے اللہ ان پر رحم کرے [2]

---

[1] پارہ ۱۴ رکوع ۴ [2] اسد الغابہ

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام و نسب سعید نام۔ ابو الاعور کنیت ہے۔ آپ کے والد زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی قریشی عدوی ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت بعجہ بن ملیح خزاعیہ ہیں سعید رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے اور بہنوئی بھی سیدنا عمر فاروق کی ہمشیرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھر میں تھیں۔ نیز سیدنا سعید کی بہن عاتکہ کا دوسرا نکاح عبد اللہ بن ابوبکر کی شہادت کے بعد سیدنا عمر فاروق ؓ سے ہو گیا تھا۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ آغاز بعثت ہی میں اسلام لے آئے تھے اور آپ کی بیوی فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پیشتر مشرف باسلام ہو چکی تھیں۔ یہی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سبب ہوئیں۔

حالات آپ کے والد زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بت پرستی ترک کر کے توحید اختیار کر لی تھی۔ سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے بہت بوڑھے تھے۔ کعبہ سے پشت لگائے بیٹھا رہا کرتے اور قریش سے کہا کرتے۔ اے قریش اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں زید بن عمرو (رضی اللہ عنہ) کی جان ہے۔ میرے سوا تم میں کوئی ایک بھی دین ابراہیم علیہ السلام پر نہیں ہے پھر کہا کرتے۔ اے خدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے کس طریقہ سے عبادت زیادہ پیاری ہے میں اسی طرح تیری عبادت کیا کرتا۔ لیکن میں نہیں جانتا پھر وہ اپنی ہتھیلیوں پر سجدہ کرتے [1]

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد اوّل ص ۲۱۷

جب خانہ کعبہ میں داخل ہوا کرتے تو کہا کرتے "یا اللہ میں حاضر ہوں"۔ تو حق ہے میں تیرا بندہ اور غلام ہوں۔ میں ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جن کے ساتھ ابراہیمؑ نے پناہ مانگی[1]

انہوں نے دین حنیف کی تلاش میں جزیرہ و شام کا سفر کیا۔ مکہ معظمہ واپس آرہے تھے کہ بنی لخم کی بستی والوں نے انہیں قتل کر دیا رضی اللہ عنہ

ایک بار سیدنا سعید اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے مل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کی بابت عرض کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نَعَمْ فَاِنَّهٗ یُبْعَثُ اُمَّةً وَّاحِدَةً[2]

بہتر (میں دعا کروں گا) وہ اکیلا بجائے خود ایک اُمت کے مساوی بنا کر اٹھایا جائے گا۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ اور غازیانِ اسلام میں سے تھے۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ بدر میں قافلہ قریش کی اطلاع حاصل کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ اس لیے بدر کی غنیمت و اجر میں شامل کیے گئے۔ اس کے بعد تمام مشاہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ یرموک اور فتح دمشق میں شامل تھے[3]

مروان بن الحکم جو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا کے پاس اروی اقیاس نامی ایک بڑھیا نے آپ کی شکایت پیش کی کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میری زمین غصب کر لی ہے مروان نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے کہلا بھیجا کہ تم میری نسبت یہ خیال کرتے ہو کہ میں نے اس پر ظلم کیا ہے۔ حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۲۱ - ۲۲۲ [2] اسد الغابہ

[3] اسد الغابہ

مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰی سَبْعِ اَرْضِیْنَ۔

جو شخص ایک بالشت بھر زمین ظلم سے حاصل کرے گا اس کی گردن میں اس حصہ اراضی کے برابر ساتوں زمین تک طوق ڈالا جائے گا۔

پھر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّھَا قَدْ زَعَمَتْ اِنَّھَا ظُلِمَتْ فَاِنْ کَانَتْ کَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَھَا وَاَلْقِھَا فِیْ بِئْرِھَا وَاَظْھِرْ حَقِّیْ نُوْرًا بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنِّیْ لَمْ اَظْلِمْھَا ۔

الٰہی وہ گمان کرتی ہے کہ اس پر ظلم ہوا ہے۔ پس اگر وہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کے گھر کے کنویں میں گرا دے اور مسلمانوں پر میرے حق کو بخوبی واضح کر دے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کی بینائی زائل ہو گئی۔ پھر ایک دن چلتے چلتے اپنے ہی مکان کے کنویں میں گر پڑی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ اس کے بعد اہل مدینہ میں یہ ضرب المثل بن گئی تھی۔

اَعْمَاکَ اللّٰہُ کَمَا اَعْمَی الْاَرْوٰی[1]

خدا تجھے اندھا کرے جیسا کہ اروی کو اندھا کیا۔

باختلاف روایات ۵۰ھ و ۵۱ھ و ۵۵ھ میں بمقام عقیق آپ نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ابن عمر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کے جسم سے خوشبو نکل رہی تھی۔ نماز جنازہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ قبر میں ابن عمر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے اُتارا[2]

آپ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ

جو شخص اپنے مال کو بچاتا ہوا مر جائے وہ

---

[1] اصابہ و اسد الغابہ [2] اسد الغابہ

وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ [1]

شہید ہے اور جو شخص اپنے آپ کو بچاتا ہوا قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو آدمی اپنا دین بچاتا ہوا قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل کو بچاتا ہوا قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے [2]

خاتمۃ الباب

الحمد للہ! یہاں تک عشرہ مبشرہ کے حالات تمام ہوئے۔ ان میں ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم وہ خلفائے راشدین و مہدیین ہیں جن کے فضائل علمیہ اور جذبات باطنیہ نے اقلیم عالم کی اصلاح و ہدایت فرمائی۔ ابو عبیدہ و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما وہ بزرگوار ہیں جنہوں نے قبول اسلام کے لیئے اپنے والدین سے اس طرح علیحدگی اختیار کر لی جس طرح ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد سے کی تھی۔ اور یہی وہ بزرگوار ہیں جن کی سیاست و نجدت سے بلاد عرب و شام اور دیار عراق و فارس مفتوح ہوئے۔ بالفاظ دیگر جن کے ہاتھوں سے کسریٰ و قیصر کے خزائن و قصور کی کنجیاں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ اور یہی وہ اسلامی جنرل اور بطول ہیں جن کے مبارک ہاتھوں پر روم و فارس کی زبردست سلطنتیں ابدالآباد کے لیے دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں انہیں میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما وہ عالی پایہ بزرگ ہیں جن کی صداقت و فدائیت کے نمونے شاید تاریخ دنیا میں نظر نہ آئیں گے۔ نیز عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما وہ بلند

---

[1] جامع الصغیر سیوطی، بحوالہ مسند امام احمد و صحیح ابن حبان۔

[2] سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں یہ جملہ واقعات جمع تھے۔

مرتبہ اکابر ہیں جن کے صدق و خلوص کی نظیر کسی اور جگہ نہ مل سکے گی۔ اور ان کی ثابت قدمی مستقل المزاجی اور اولوالعزمی نے بالآخر بڑے بڑے مخالفین کو مخالفت اسلام میں تھکا کر نہ صرف نیچا ہی دکھایا بلکہ انہیں بالآخر دین حنیف کا مطیع و منقاد بنا دیا:

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com